رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۶

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا واحد اخبار

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

ایڈیٹر — شیخ محمد یوسف

[illegible]

جلد ۱۰ — نمبر ۲۰

[illegible] تاریخ ۳۱/ اگست ۱۹۲۶ء

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپے (سے)
ششماہی ” ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ)
سالانہ سرپرستوں سے دس روپے (للعہ)
” امراء سے پانچ روپے (صہ)
” ممالک غیر سے ۸ شلنگ

مقاصد

۱- اسلام کی خوبیاں اور [illegible] ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس [illegible] حقیقت ظاہر کرنا
۲- سکھوں اور آریوں میں [illegible] اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا [illegible]
۳- دیگر مذاہب کے حملوں [illegible] صحیح جواب دینا۔
۴- راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنا۔

KHILAFAT LIBRARY

چند ضروری باتیں

مبارک خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ۵ جولائی کو میرے عزیز بھائی شیخ محمد شفیع صاحب سب انسپکٹر پولیس گورداسپور کے ہاں بچہ لڑکا عطا فرمایا ہے۔ جس کے لئے میں شیخ صاحب موصوف کو نہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ دوست دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو خیریت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور حسنات دارین کا وارث بنائے۔ اور والدین کے لئے قرۃ العین ہو۔

میں پھر تبلیغی سفر پر اب میں پھر ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے ارشاد سے ایبٹ آباد کے جلسہ پر جا رہا ہوں۔ عام طور پر سفر میرے لئے بہت مضر پڑتا ہے۔ اور میں حتی الوسع اس سے بچتا ہوں۔ مگر موجودہ عہد میں جس بے دردی سے مخالفین اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ اور ہندوستان میں اسلام آج کل جن مشکلات میں سے گذر رہا ہے۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جہاں تک میری طاقت میں ہے۔ ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ سے پورے تعاون [illegible] کام [illegible] تاریخ کو ناظر صاحب نے مجھے سیالکوٹ کے جلسہ پر جانے کے لئے کہا۔ اور غالباً سیالکوٹ سے کئی تار بھی آئے۔ مگر میں بوجہ علالت کے معذور تھا۔ باوجود اس معذوری کے بھی مجھے احساس ہے کہ میں کیوں نہ جا سکا۔ کوشش تو یہی ہو گی۔ کہ اگلا پرچہ وقت پر دوستوں کو پہنچ جائے مگر ایک وقت میں انسان ایک کام ہی کر سکتا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ اشد مجبوری اور معذوری کی وجہ سے ۷/ اگست کا پرچہ شایع نہ ہو سکا۔ تو ناظرین مطمئن رہیں نور ہمیشہ ۷/ ستمبر کے پرچہ کی سالانہ رخصت منایا کرتا ہے لہٰذا اس صورت میں یہ رخصت کا پرچہ بجائے ۷/ ستمبر کے ۷/ اگست کا شمار کیا جائے گا۔ جس سے نور کے ناظرین کو کسی قسم کے گلہ کا موقع نہیں رہے گا۔

دوست ذرا میرے مشکلات کا اندازہ لگائیں نہ تو نور کی اشاعت اس قدر ہے کہ کوئی نایب رکھا جائے جس سے میری عدم موجودگی میں بھی کام جاری رہے۔ یہ سب چکی خود ہی چلانی پڑتی ہے۔ سفر سے واپس آکر اس کی کوفت سے بالطبع انسان آرام کا خواہشمند ہوتا ہے۔ کیونکہ تبلیغی سفر میں نہ تو دن کو آرام ملتا ہے۔ اور نہ رات کو سونا نصیب ہوتا ہے۔ مگر [illegible] بجائے آرام کے مجھے ڈبل سپیڈ سے کام کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ایک طرف اخبار لیٹ دوسری طرف خطوط کا انبار یہ تمام باتیں مل ملا کر اس قدر پریشانی میں ڈالتی ہیں۔ کہ دوسرا کوئی اس کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتا اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک مشکلات ہیں مثلاً سفر میں عام طور پر میری صحت خراب ہو جاتی ہے۔ مالی نقصان الگ ہوتا ہے۔ مگر اسلام کی خاطر ان باتوں کو ہنسی خوشی برداشت کرتا ہوں بے شک جو لوگ چندہ ادا کرتے ہیں وہ اس مطالبہ کے جائز طور پر حقدار ہیں کہ پرچہ انہیں وقت پر ملے مگر انہیں میری ان مجبوریوں کو مدنظر رکھکر میرے ساتھ گاہکوں کا سا نہیں بلکہ ہمدردوں کا سا سلوک کرنا چاہیئے

نور کی توسیع اشاعت اگر دوست ہمت کریں۔ اور نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ کے متعلق اپنا بھی کچھ فرض سمجھیں زیادہ نہیں تو کم از کم ہر ایک خریدار ایک ایک دو دو خریدار فراہم کر دے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ میں ایک نایب رکھ سکوں گا۔ جو تبلیغی سفر میں میرے عدم موجودگی کے وقت اخبار کو جاری رکھے گا ایک ایک یا دو دو خریداروں کا پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں نور کے وہ کون

(روز بازار الیکٹرک پریس ہال بازار امرت سر میں باہتمام شیخ عبد المجید پرنٹر کے چھپا۔ اور شیخ محمد یوسف پبلشر نے نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور سے شایع کیا)

سے خریدار ہوں گے۔ جن کے ایک دو دوست نہوں اور پھر وہ کون سے دوست ہوں گے۔ جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جائے۔ اور وہ انکار کر دیں۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر دوست اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے شوقین سکھوں اور آریوں کے نام اخبار نور جاری کرا سکیں تو وہ تبلیغ اسلام کی ایک اہم غرض کو پورا کریں گے۔ کیونکہ آج کل ہندوستان میں غیر مذاہب میں جسقدر تبلیغ کی ضرورت ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور اس ضرورت کو جس احسن طریق سے نور پورا کر رہا ہے۔ آج دوست تو دوست دشمن بھی اس کے معترف ہیں۔

قریباً تین ماہ سے میں دوستوں کو نور کی طرف توسیع اشاعت کے لئے خصوصیت سے متوجہ کر رہا ہوں۔ مگر اس وقت تک زیادہ سے زیادہ شاید پندرہ یا بیس احباب نے اس اہم فرض کی طرف توجہ کی ہوگی۔ دوسرے دوستوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ کیا نور کے متعلق (جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں [illegible] تبلیغ اسلام کا واحد ذریعہ ہے) دوستوں کا کوئی فرض نہیں اگر ہے تو وہ کب ادا کریں گے۔

موتی سرمہ کے متعلق

ایڈیٹر نور کا ساختہ موتی سرمہ جو باقاعدہ رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ الحمد للہ جملہ امراض چشم کے لئے بہت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ جب میں کہیں باہر تبلیغ پر جاتا ہوں تو دوست عام طور پر مجھ سے سرمہ کے متعلق دریافت کیا کرتے ہیں۔ . . . . سو اس کے لئے میں اس اخبار کے ذریعہ عام اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں نے باہر تبلیغی سفر پر دوستوں کو نور کی خریداری کے لئے بھی کبھی اشارۃً یا کنایۃً تک نہیں کہا کیونکہ یہ اسلامی مبلغ اور واعظ کی شان سے بعید ہے۔ کہ جس میں اس کی کسی ذاتی غرض کا شائبہ بھی پایا جاتا ہو۔ حالانکہ اللہ کے فضل و کرم سے جس خوشی کے ساتھ لوگ اس خاکسار کے لیکچروں کو سنتے اور سن کر پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہیں۔ اگر میں نور کی خریداری کے لئے دوستوں کو توجہ دلاؤں جس کے لئے کئی ذرائع ہو سکتے تھے۔ تو نور کی حالت و اشاعت بہت جلد مطمئن حالت کو پہنچ سکتی ہے۔ مگر میں نے کبھی طرفۃ العین کے لئے بھی اس بات کو روا نہیں رکھا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے کم از کم میرے نزدیک ایک اسلامی مبلغ کے وقار میں فرق آتا ہے۔ تو جب میں نور کے متعلق کچھ کہنے کے لئے مبلغ کی شان کی خاطر اس قدر محتاط واقع ہوا ہوں۔ تو بھلا میں سرمہ اپنے ساتھ کیسے رکھ سکتا ہوں۔ ہاں جن دوستوں کو ضرورت ہوا کرے۔ وہ مجھے لکھ دیا کریں۔ میں ان کی خاطر اپنے ہمراہ لے آیا کروں گا جس سے کم از کم ، ریا محصول ڈاک کی انہیں بچت ہو جایا کرے گی۔

KHILAFAT LIBRARY

چیدہ خبریں

ناگپور ۲۰ جولائی۔ ڈاکٹر مونجے اور ان کے پارٹی کو جو صوبجات متوسط میں ہندو مہاسبھا کا دورہ کر رہی تھی۔ بھنڈارا کے قریب ایک حادثہ پیش آیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ موٹر میں سفر کر رہے تھے۔ تو موٹر الٹ گئی۔ پارٹی کے آدمی بال بال بچ گئے۔ اور انہیں خفیف چوٹیں آئیں۔ لیکن ڈاکٹر مونجے کے دل اور سینہ پر شدید زخم آئے۔ ڈاکٹر موصوف صاحب فراش ہیں۔ انہیں اس قدر درد ہوتا ہے کہ سانس لینے میں دقت محسوس ہوتی ہے۔

پنجاب کے ہندو سبھائی بھائی پرمانند ایک جدید مذہب قایم کرنے والے ہیں۔ جو ہندوؤں میں مساوات و اخوت کو ترقی دے گا۔ اور ذات و نسل کے امتیازات کو مٹانا اپنا مقصد قرار دیگا۔

اجمیر شریف کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مہاراجہ الور نے حکم جاری کیا ہے۔ کہ ریاست کے تمام ملازمین ایک ماہ کے اندر خالص ہندی سیکھ لیں۔ ورنہ برطرف کر دیئے جائیں گے۔

ایک یورپین مصنف نے جریدہ "اکاسٹمین" میں عربوں کی معاشرت پر ایک طول طویل مقالہ سپرد قلم کیا ہے۔ جس کے دوران میں انہوں نے کہا ہے۔ کہ اسلام کا معاشرتی نظام انتہا جمہوری ہے۔ کہ جب ۶۳۷ء میں بیت المقدس کے معززین اور شہری فاتح عربوں کے سامنے اپنی شکست کا اعتراف کرنے کے لئے آئے۔ تو وہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں میں کوئی تمیز نہ کر سکے۔ کیونکہ ان کی لباس کی سادگی اور ان کے برتاؤ سے یہ ثابت ہی نہ ہوتا تھا۔ کہ وہ ایک فاتح قوم کے زبردست سردار ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا کہ پروفیسر حقی بے نے جو جامعہ قسطنطنیہ میں اسلامی تاریخ کے مدرس ہیں ایک عجیب و غریب نظریہ اخبارات اور جرائد میں شایع کیا تھا۔ جس کا ماحصل یہ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی نسل سے تھے۔ جو ترکوں کی نسل ہے ترکی اخبارات میں اب پھر یہ بحث چھڑ گئی ہے۔ بعض اخبارات نے اس نظریہ کی تائید میں اور بعض نے تردید میں مضامین لکھے ہیں اسی سلسلہ میں لفظ "تارخ" اور "آذر" کی اصلیت میں بھی ایک سخت نزاع پیدا کر دی ہے۔ یہ بحث بھی چھڑ گئی ہے کہ "تارخ" اور "آذر" اصلاً ایک ہی لفظ ہیں۔ یا دو مختلف نام ہیں۔

امیر ا۔ ٹشر برسٹل نے جو انگورہ میں دولت امریکہ کے قائمقام اور ایک مشہور و معروف ماہر سیاسیات ہیں۔ ٹرکی کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس کا ملخص حسب ذیل ہے۔

"۱۹۱۹ء میں ٹرکی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے۔ کچھ باقی نہیں رہا تھا۔ بس دنیا سے مٹنا باقی تھا۔ لیکن آج ٹرکی بہت قوی اور مضبوط ہے۔ جس سے کہ اس کے درخشاں مستقبل کا پتہ چلتا ہے۔ حکومت ترکی مسائل خارجیہ اور دیگر ممالک سے تعلقات قایم کرنے میں نہایت توجہ سے کام لیتی ہے۔ اور کبھی موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی ہے۔ لیکن اس کی بھی احتیاط رکھتی ہے کہ اس کی شرافت ملی اور آزادی کو صدمہ نہ پہنچے میرا عقیدہ ہے کہ تمام سطوت و عظمت کے باوجود بھی حکومت ترکی استعماری حکومت نہیں اور وہ دوسروں کی سرزمین پر ہاتھ ڈالنا نہیں چاہتی۔"

جنرل ڈائر کی موت

لنڈن ۲۴ جولائی۔ جنرل ڈائر مر گیا۔

جنرل ڈائر وہی شخص ہے۔ جس نے ۱۹۱۹ء میں جلیانوالہ باغ امرتسر میں نہتے ہندوستانیوں پر نہایت بے دردی سے فائر کئے۔ اور ہزاروں فرزندان ہند اس کے ظلم کا شکار ہوئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشتراکی پہلو سے کام لو

KHILAFAT LIBRARY

بعض وقت صرف اس وجہ سے مختلف مذاہب اور مختلف مذہبی فرقوں کے درمیان تفرقہ پڑ جاتا ہے۔ اور عداوت ہو جاتی ہے۔ کہ بعض لوگ اکثر ان باتوں سے ناواقف ہوتے ہیں جو مختلف مذاہب کے درمیان حد اوسط واقع ہوتی ہیں یا حدود اوساط کے نامعلوم ہونے کی وجہ سے پرستاران مختلف مذاہب کے اندر کاوش اور عداوت کا پیدا ہو جانا مشکل نہیں۔ مثلاً وہ دو مذہبی فرقے کبھی آپس میں نہیں لڑیں گے۔ اس وجہ پر کہ خدا ہے یا نہیں۔ خدا کا وجود خدا کا ماننا مختلف مذاہب میں گویا کہ ایک حد اوسط واقع ہوئی ہے۔ اس حد اوسط کی بابت مختلف مذاہب میں جھگڑا نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ صفاتی رنگ میں کوئی اختلاف نہ پیدا ہو۔

مثلاً اسلام۔ عیسائیت اور آریہ مذہب کے درمیان صرف اس وجہ سے مباحثہ نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا ہے یا نہیں کیونکہ اس کو تینوں مذہب ہی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ خدا ہے لیکن جب مسلمان اور عیسائی ایک آریہ مت والے کی زبان سے یہ سنتے ہیں۔ کہ خدا یا ایشور ان کے نزدیک ایسی طاقت نہیں کہ کچھ کر سکے۔ کیونکہ ان کے نزدیک خدا کا ایسے اختیارات رکھنا۔ جیسے مسلمان اور عیسائی کہتے ہیں۔ ایک نقص ہے۔ اسی طرح آریوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ خدا اور وہ مخلوق جسے عیسائی یا مسلمان خدا کی مخلوق مانتے ہیں۔ ہمعصر اور برابر مانتے ہیں آریوں کے نزدیک جیسے خدا انادی ہے۔ ویسے ہی مخلوق بھی انادی ہے۔ جب یہ بحثیں عیسائیوں مسلمانوں اور آریوں کے درمیان چھڑ جاتی ہیں۔ تو کہا جاتا ہے کہ ایشور یا خدا کے صفات آریوں مسلمانوں عیسائیوں میں یکساں تعبیر نہیں پاتیں۔

ہستی باری تعالےٰ

اگر ہستی باری تعالےٰ اور اس پر ایمان لانے کو ہم چھوڑ کر ہم صرف خدا کے صفات کے بارے میں کہیں کہ ہم میں اور آریوں میں اختلاف ہے۔ تو ہو سکتا ہے۔ لیکن صرف ہستی کی بابت ہم میں اور آریوں میں یا ہندوؤں میں کوئی اختلاف نہیں۔ مختلف مذاہب کے درمیان آج کل جو دن بدن شرارت اور فسادات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ نہیں۔ کہ مذاہب میں اختلاف ہے۔ بلکہ یہ کہ ہم ایسے اختلافات کے ہوتے ان اشتراکات پر نظر نہیں کرتے۔ جو کہ مختلف مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔ یہ ایک بڑا نقص ہے۔ کہ ہم اشتراکی باتوں پر غور کرنے کے عادی نہیں۔ اور اگر یہ نیک عادت ہم میں پیدا ہو جائے۔ تو اختلافی پہلو خود بخود حل ہو سکتا ہے۔

اشتراکی پہلو

مثلاً اسلام یہ کہتا ہے۔ اور یہ منادی کرتا ہے۔ کہ چونکہ خدائے قدیر نے ہر ملک اور ہر قوم میں اپنی مرضی کے تحت اپنے اپنے رنگ میں ہادی اور نبی بھیجے ہیں اس واسطے انسانوں کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ کسی قوم کے نبی یا ہادی کی بے ادبی نہ کریں۔ جو لوگ خواہ وہ کسی مذہب سے وابستہ ہوں۔ اگر ایسا نہ کریں۔ تو وہ اس وعید کے متوجب ہوں گے۔ جو اس کو اس صورت میں لازم ہوتی ہے۔

جو لوگ

اس قانون سے اختلاف نہیں کرتے۔ اور اس کے پابند رہتے ہیں۔ وہ کسی قوم کے بزرگ کی نسبت کبھی کوئی گستاخی کا کلمہ نہیں کہتے۔ دیکھو صرف ایک اشتراکی اصول کے ماننے سے عملی رنگ میں کس قدر سہولت متصور ہے۔

اشتراکی پہلو کو نظر انداز کرنے کے نتائج

مصنف یا مولف "راجپال لمیٹڈ" "وچتر جیون" رسالہ ورتمان امرتسر کے مصنف اور مولف اگر اس کے پابند رہتے تو آج وہ تماشہ آج وگڑ بڑ ہم نہ دیکھتے جو اس وقت سارے ہندوستان میں ہم دیکھ رہے ہیں۔

اسلام نے ہمیں دیگر مذاہب والوں کے ساتھ طریق ادب سے پیش آنا سکھلایا تھا۔ افسوس ہم اوس سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اس کا نتیجہ آج ہم دیکھ رہے ہیں

ادب تاج است از لطف الٰہی
بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

ہمیں افسوس ہے کہ فرقہ بازی کی لنظر سے اس قدر تفرقہ بڑھ رہا ہے۔ اسلام کا یہ مسئلہ کہ ہر ایک ملت اور مذہب کے مشاہیر اور بزرگوں کی ہمیں ہر آن اور ہر وقت احترام اور عزت کرنی چاہیئے۔ مسلمانوں کے واسطے تو یہ حکم اعتقادی رنگ میں ہے۔ کیونکہ ہمیں مجبور کیا گیا ہے۔ اور ہمیں لازم ٹھیرا گیا ہے۔ کہ ہم کسی صورت میں اور کسی حالت میں بھی حضرت ابراہیم ؑ داؤد ؑ۔ موسیٰ ؑ۔ عیسیٰ ؑ کی شان میں کوئی بے ادبی اور گستاخی کا کلمہ نہ کہیں۔ اسی طرح ہمیں یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ ہم حضرت زردشت شری رام چندر جی مہاراج شری کرشن جی کی شان میں بھی کوئی بے ادبی نہ کریں اسی طرح ہمارے عالموں نے یہ فیصلہ بھی کر دیا ہے۔ کہ حضرت شری گورونانک دیو جی مہاراج بھی قابل تعظیم ہیں۔

ہم راجپال تصنیف کے مصنف وچتر جیون کے مولف اور رسالہ ورتمان کے ایڈیٹر اور ملاپ و پرتاپ کے مدیروں سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا وہ ہمیں دکھا سکتے ہیں کہ ہم نے بھی کبھی ان کے اوتاروں کو یا ان کی شان میں ایسے کلمات اور ایسے الفاظ کا اطلاق کیا ہے۔ جیسے ورتمان امرتسر نے کیا ہے۔ ایک کیا ہم بھی بیسیوں رنگ میں ہندو اکابرین کی زندگیوں کے متعلق رنگیلا پن ظاہر کر سکتے ہیں۔ پھر انہیں روایات سے جن سے کبھی آریہ انکار نہیں کر سکتے۔ ہم سے پوچھو ہم نے یہ جرات کیوں نہیں کی۔ اور کیوں ہم نے قدم اس طرف نہیں بڑھایا۔ کیا ہمیں سیاسی قانون روکتا ہے۔ یا ہمیں سناتنیوں اور آریوں کے و دیلے اور خوف کا ڈر ہے اس واسطے نہیں کہ ہمیں کوئی خوف اور ڈر ہے ہم بھی اپنی زبانوں سے ہندوؤں کے اکثر مشاہیر کی نسبت اسی طرح زبانیں دراز کر سکتے ہیں۔ جس طرح "پرتاپ"

یا ورتمان دراز کر رہا ہے۔ ہماری زبان پر بھی ویسے ہی گندہ الفاظ آسکتے ہیں۔ جیسے ان لوگوں نے استعمال کئے ہیں

کاش!

یہ لوگ کچھ سوچیں اور سمجھیں۔ ہم لوگ کچھ نہیں کہتے اور نہ کچھ بولتے ہیں۔ نہ صرف اس واسطے کہ سیاسی قانون کا خوف ہے۔ بلکہ اس واسطے کہ قرآن مجید اور قرآن کی لانیوالی وہ عظیم الشان ہستی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ایسی حرکات سے روکتی ہے۔ یہ نہیں کہ ہم دیگر مذاہب کی کمزوری اور حالات سے واقف نہیں یا ہمیں بعض ان روایات کا علم نہیں جن کی اشاعت اور جن کے لکھنے سے زمین سے لیکر آسمان تک جوش وخروش کے غبار اٹھ سکتے ہیں۔ ہم اس رسول کے حکم سے باوجود اس کے دشمنوں کی اس حد تک بدزبانی کے بھی خاموش ہیں۔ جن کی اعلیٰ شان میں پرتاپ روزانہ زہر اگل رہا ہے۔ اور جن کی شان میں "رنگیلا رسول" وچتر جیون اور رسالہ ورتمان ایسے منہ پھٹ لوگ تعظیمی رنگ میں بھی کچھ لحاظ نہیں کرتے۔ یہ لوگ جانتے ہیں۔ کہ ان کا مذہب یہ نہیں سکھاتا۔ کہ دوسرے مذہب کے بزرگوں کے مقابلہ میں کیا .. انداز طریق اختیار کیا جائے۔ گویا دوسرے الفاظ میں یہ لوگ ہماری شرافت اور تہذیب کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آریوں کی یہ زبان درازی اور گستاخی اور تو اور اپنوں کو بھی کم نظرانداز کرتی ہے یہ لوگ اور تو اور شری رام چندر جی اور شری کرشن جی اور شری گورو نانک جی مہاراج کی تعظیم صرف رسمی پہلو سے کرتے ہیں۔ روحانیت کے رنگ میں ان لوگوں کی بزرگی سے صاف انکار ہے۔ بلکہ شری گورو نانک دیو جی مہاراج کی ذات والا صفات کے متعلق جو کچھ آریوں کی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش میں درج ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔

اب ذرا اس عقیدی جوش کو دیکھیں۔ کہ اس وقت حضرت محمد صاحب کی عظمت اور محبت میں [قریب قریب ہندوستان میں] سات کروڑ مسلمان شب و روز غلطاں و پیچاں ہیں کیا کوئی آریہ یا سناتنی اپنے بزرگوں اور مشاہیر سے اس طرح محبت رکھتا ہے۔ نقص اور کمی تو یہ ہے کہ آریہ ہند و لوگ اب تک سمجھے ہی نہیں کہ عام مسلمانوں اور خاص مسلمانوں کو اپنے رسول مقبول سے کس قدر محبت ہے۔ اگر وہ یہ جانتے کہ ان کی محبت اور ان کی الفت کا اپنے رسول مقبول سے یہ اندازہ و یہ حد ہے۔ تو شاید وہ کبھی بھی ایسی جسارت اور بے ضابطگی نہ کرتے۔ جس کا خمیازہ اس وقت دونوں قوم بھگت رہی ہیں۔

کاش!

اعتقادی رنگ میں نہ سہی۔ تعظیمی رنگ میں ہی جانتے کہ جو قوم اپنے رسول مقبول پر اس قدر شیدا اور فدا ہے کہ اس کی عزت و احترام کے مقابلہ میں اپنی جان تک فدا کرنے کو تیار ہے۔ تو شاید اس بدزبانی کا حوصلہ نہ ہوتا۔ کاش! وہ یہ تو دیکھتے کہ ہم ان کے مشاہیر اور بزرگوں کی عزت اپنے رسول مقبول کے حکم سے عقیدتمندانہ رنگ میں کس وسعت قلبی سے کرتے ہیں۔ میں خود اپنی بابت بھی کہونگا۔ کہ میرے روبرو کوئی مسلمان بھی شری کرشن جی مہاراج کی شان میں گستاخی کا کلمہ کہے۔ تو مجھے ایسا ہی برا معلوم ہوگا۔ جیسے کہ اس نے ہماری نبیوں میں سے کسی نبی کی شان میں کوئی گستاخی کی ہے۔ افسوس کہ آریہ لوگ اس نیک اصول اور معاوضہ کو بھی بھول گئے۔

KHILAFAT LIBRARY

شذرات

عقیدہ دعا اور آریہ سماج

واقف کار لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ آریہ سماج نیم دہریہ جماعت ہے نہ تو یہ خدا کی قدرت کی قائل ہے۔ اور نہ ہی قبولیت دعا کی مگر پھر بھی انسانی فطرت کبھی کبھی اصلیت کا اظہار کر دیتی ہے پرتاپ کے ۲۴؍۷ کے پرچہ میں ایک نامہ نگار اپنے سفر کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ

"ایک تو گرمی نے خوب ستایا۔ سانس پھولنے لگا ۱۲ بج چکے تھے۔ سورج دیوتا پورے جوبن پر چمک رہا تھا۔ ایشور سے پرارتھنا دعا کی چند منٹ میں بادل آگئے۔"

اب ایڈیٹر صاحب پرکاش کی اپنی تحریر ملاحظہ ہو ایک جوان عورت کی وفات پر اظہار رنج کرتے ہوئے آپ ۲۴؍۷ کے پرچہ میں لکھتے ہیں کہ

"پرماتما سرگ باش دیوی کی آتما کو شانتی (اطمینان) پروان کریں (بخشیں)"

ایک غور کرنے والی طبیعت کے لئے یہ بات خصوصیت سے قابل توجہ ہے۔ کہ یہ تضاد کیوں مگر امر واقعہ یہ ہے۔ کہ عام طور پر آریہ سماج کے دو اصول ہیں ایک کتابی اور دوسرے عملی مثلاً نیوگ کتابی اصول ہے۔ اور نکاح بیوگان عملی دعا کی عدم قبولیت کتابی اصول ہے۔ اور دعا کرنا یہ عملی اصول ہے۔ خدا کی قدرت ایسا اجتماع ضدین کا مجموعہ رکھنے والا مذہب بھی اسلام کے منہ آنے کا یارہ کر سکتا ہے۔

اشاعت اسلام کا راز

مسلمانوں کی تعداد ۱۸۷۱ء کی مردم شماری میں پانچ کروڑ تھی۔ مگر ۱۹۲۱ء میں آٹھ کروڑ ہوگئی۔ جب مسلمانوں کے ہاتھ میں تلوار تھی تو وہ ایک ہزار سال میں پانچ کروڑ کی تعداد تک پہنچے۔ مگر غیر مسلح ہو جانے پر وہ پچاس سال میں تین کروڑ بڑھے۔ اس حقیقت سے خود بخود اس خیال کی تردید ہو جاتی ہے۔ کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ ہندوؤں نے اس ترقی کو روکنے کا ذریعہ یہ قرار دیا کہ مسلمانوں کے مذہب اور ان کے پیغمبر کو بدنام کریں کیونکہ وہ روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ اور ہندوؤں کو ہضم کر رہے ہیں۔ مگر کیا ان اوچھے ہتھیاروں سے صداقت کبھی دب سکتی ہے۔ اسلام کی فطرت میں ہی قدرت نے بڑھنا اور پھولنا پھلنا لکھا ہے۔ اسلام کی دیکھا دیکھی تحریک شدھی وغیرہ ایجاد کرکے اسلام کے مقابلہ کی ٹھانی۔ مگر نقل کبھی اصل کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ باوجودیکہ اس وقت آریہ سماج اپنی تبلیغ کے لئے بہت کچھ جا بجا ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ لیکن یہ آنے والی مردم شماری بتلا دے گی کہ قدرت نے کس مذہب میں نمو کی طاقت رکھی ہے۔ وہ جو بنی نوع انسان کو اپنا بھائی سمجھتا ہے یا وہ مذہب جس نے بنی نوع انسان کے گلے میں دائمی شودریت کا طوق ڈالدیا ہے۔ اور جو ہندوستان

KHILAFAT LIBRARY

کے باہر کے باشندوں کو ملیچھ اور اسُر وغیرہ کہتا ہے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش اٹھواں سمولاس صفحہ ۲۹۷)

اسلام کے تمدن کا اثر

۳ر جولائی کا پرکاش لکھتا ہے کہ:-

اگر ایک گیانی گیان کی نعمت کو اپنے تک ہی محدود رکھتا ہے۔ تو سمجھو کہ وہ گیانی (عارف) نہیں۔ کیونکہ سوارتھ (خود غرضی) سے گیان والوں کو کیا کام؟ گیانی وہی ہے جو اس روشنی کو جس سے وہ خود مستفیض ہوں۔ ان لوگوں تک پہنچانے کے لئے اپنا جیون (زندگی) وقف کر دے۔ جو دویا اندھکار (ظلمت) میں پڑے ٹھوکریں کھاتے ہیں۔"

بظاہر یہ نصیحت بہت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ مگر یہ سب کچھ اسلام کی صحبت بابرکت کا نتیجہ ہے۔ ورنہ منوسمرتی اس کے متعلق جو کچھ اپنا نقطہ نگاہ پیش کرتی ہے۔ اور آج تک جس پر ہندو دنیا کا عمل رہا ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ جس میں صاف یہ لکھا ہے۔

"کہ شودر کو عقل اور دھرم کا اپدیش مت دو۔"

(دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۴ شلوک ۸۰)

کیا ہندوؤں کے اس زاویہ نگاہ کے بدلنے کے لئے ہم ویدک دھرم کی جے بولیں یا اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید کہیں

ہندوؤں سے چھوت چھات

حضرت نے ہندوؤں کی چیرہ دستیوں کو دیکھکر اس کا ازالہ اس طرح ضروری سمجھا۔ کہ جن باتوں میں ہندو ہم سے چھوت چھات کرتے ہیں۔ اب ہم پر فرض ہے تاوقتیکہ یہ لوگ اپنی اس گھناؤنی طرز کو خیرباد نہ کہیں۔ ہم بھی انہیں معاملات میں ان سے چھوت چھات کریں۔ یہ ایک ایسی سلامتی کی راہ ہے کہ کسی معقول پسند انسان کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہیئے۔ مگر آریہ سماجی جنہوں نے مسلمانوں سے لینا ہی سیکھا ہے۔ اور جو محض مسلمانوں کے سر پر ہی بادشاہ بنے ہوئے ہیں۔ اور پھر مسلمانوں کا کہا کر مسلمانوں کو ہی گھورنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ بھلا وہ کب اور کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ کہ یہ مسلمان بھی اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ چنانچہ ایڈیٹر آریہ گزٹ "مان نا مان میں تیرا مہمان" "ہتھیلی پہ سرسوں جمانا" کے مصداق ۳ر جون کے پرچہ میں مسلمانوں کو یہ اوپدیش دیتا ہے۔

"ہم مرزا بشیرالدین کے ان الفاظ کو نہ صرف ہندوؤں بلکہ مسلمانوں کے لئے بھی بہت خطرناک سمجھتے ہیں۔ کیونکہ احمدیوں کا یہ زہریلا پروپیگنڈا جو آجکل کیا جا رہا ہے۔ ملک کی فضائے امن میں چنگاری کا کام کر رہا ہے ضرورت ہے۔ کہ ذمہ دار مسلمان لیڈر جو ہندوستان میں امن و آشتی دیکھنا چاہتے ہیں۔ احمدیوں کے اس زہریلے پروپیگنڈے کی مذمت کریں۔"

نور:- آپ سالہاسال سے نہیں بلکہ صدیوں سے اس پر عمل کر رہے ہیں۔ نہ تو ملک کے امن میں کوئی فرق آیا اور نہ ہی کوئی اور قباحت پیدا ہوئی۔ بلکہ یہ امن سوز چنگاری ہمیشہ ہی آپ کو "شانتی دیوتا" نظر آتی رہی جونہی آپ کے اس شانتی دیوتا پر مسلمانوں نے بھی عمل کرنا شروع کیا تو یہ شانتی دیوتا امن

مسلمانوں کو گائے کا گوشت کیوں ترک کرنا چاہیئے

۳۰ جون کا آریہ گزٹ بحوالہ اخبار "ترن گجن" دہلی لکھتا ہے کہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ انگریز اور دوسرے عیسائی لوگ ہندوستان میں گائے کا ماس کھاتے ہیں۔ تو اس صورت میں ہندو مسلمانوں کے ایسا کرنے پر اعتراض کیوں کرتے ہیں۔

ہم اس کے جواب میں یہ بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ یوروپین کئی صدیوں سے گئو ماس کا استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ لیکن ہندوستان کے مسلمانوں نے گائے کے ماس کا استعمال تھوڑی دیر سے شروع کیا ہے۔"

واہ واہ کیسی مزیدار منطق ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس منطق کے ماتحت کل کو ہندوؤں کی طرف سے یہ مطالبہ بھی ہو۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو اسلام کو ترک کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی ہے۔ کہ انہوں نے اسلام اختیار کیا ہے۔

اس منطق بازی اور بودے دلائل سے ہندو مسلمانوں سے گائے کا گوشت ترک نہیں کرا سکتے۔ ہاں اس کے ترک کرانے کی ایک ہی راہ ہو سکتی ہے۔ وہ بھائی بندی اور صلح صفائی ہے مگر اس وقت ہندوؤں کی گاڑی کا پہیہ جس طرف کو جا رہا ہے۔ اس کی موجودگی میں بھائی بندی اور صلح وصفائی کی امید رکھنا سراب میں پانی کی تلاش کرنا ہے۔

قربانی اور وید

۱۵ مئی کا پرکاش لکھتا ہے کہ کاش مسلمانوں کی ذہنیت بدلے اور وہ دوسرے مذاہب کے ساتھ خلق خدا کی قربانی کے بند کئے جانے کے معاملے میں ہم آواز ہو سکیں یہ ایسا کام ہوگا۔ جسے مذہبی دنیا میں امن کی گارنٹی کہا جا سکتا ہے۔"

اول تو یہ فلسفہ صحیح انسانی دماغ میں آنا ہی مشکل ہے۔ کہ حیوان کی قربانی روکنے کے لئے بعض اوقات انسانوں پر بھی تشدد کیا جائے۔ مگر اس صورت میں یہ بات اور بھی سنجیدہ ہو جاتی ہے۔ کہ جب وید مقدس بھی اصول قربانی کا ایسا ہی حامی ہو۔ جیسا کہ قرآن پاک اور اس حمایت کا شاہد کوئی معمولی آدمی نہیں بلکہ آریہ سماج کا بانی سوامی دیانند صاحب تو اس صورت میں تو آریہ سماج کو مسئلہ قربانی کے لئے مسلمانوں پر کوئی گلہ نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ آریہ سماج کو مسلمانوں کا شکرگذار ہونا چاہیئے۔ کہ وہ وید کے ایک عقیدہ کو زندہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش ایڈیشن سوم باب تیرھواں صفحہ ۶۱۱ پر لکھا ہے کہ

"قربان گاہ کے بنانے اور سوختنی قربانیاں چڑھانے کا ذکر ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ سب باتیں ویدوں سے بائیبل میں گئی ہیں۔"

امید ہے کہ اب تو آریوں کو مسلمانوں پر کوئی گلہ نہ ہوگا۔

ہندو بزدل کیوں ہیں

مشہور ہندو لیڈر ڈاکٹر مونجے نے اخبار کیسری کے نمائندہ سے ملاقات کے دوران میں اپنے دورہ کا ذکر کیا۔ کہ

"میں جہاں کہیں گیا۔ میں نے ہندوؤں کو کمزور بزدل اور قوم و دھرم کی طرف سے لاپرواہ پایا۔ ہندو ہر جگہ ایک جیسے ہیں۔ اور اس کی وجہ ہماری ویدانت

فلاسفی ہو جو تیاگ کی تعلیم دیتی ہے۔ ہماری سبزی خوری اور بچپن کی شادی ہے۔

کیا آریہ سماج اس پر غور کرے گی۔

KHILAFAT LIBRARY

برکات اسلام

۲۳ جون کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "دختر کشی کی سب سے پہلی کوشش جہانگیر کے زمانہ میں کی گئی۔ ۱۷ ویں صدی کے شروع میں اسے اس خرابی کی طرف توجہ دلائی گئی اس نے ایک سخت فرمان جاری کیا۔ جس میں اس فعل کے مرتکب ہونے والوں کو سخت سزا کی دھمکی دی گئی"

اگر مسلمانوں کے ورود کے قبل ہم ہندوستان کے تمدن کا مطالعہ کریں۔ تو ہمیں ہر جہت میں فرق عظیم نظر آئے گا۔ اسلام نے کیا روحانی کیا تمدن کیا جسمانی کیا معاشرتی لحاظ سے بلاشبہ ہندوستان کی کایا ہی پلٹ دی جس کے لئے ہندو لوگ مسلمانوں کا جس قدر بھی شکریہ ادا کریں کم ہے۔

کیا شرومنی کمیٹی توجہ کریگی

معاصر تنظیم کو موضع جھنو بالا تحصیل ترنتارن سے ایک نہایت ہی تشویشناک اطلاع موصول ہوئی ہے۔

۴-۵ جولائی کی درمیانی رات کو اس وقت جب کہ مسلمان نماز عشاء سے فارغ ہو رہے تھے۔ بعض نمازیوں نے جو ذرا پہلے نماز کو ختم کر کے مسجد سے جا چکے تھے۔ مسجد میں یہ خوفناک اطلاع پہنچائی کہ سکھوں کی ایک مسلح جماعت مسجد کے ناکے پر نمازیوں کے قتل کے لئے آمادہ و منتظر کھڑی ہے نمازیوں کو ایک عرصہ تک مسجد سے نکلنے کی جرات نہ ہو سکی آخر کار وہ آدھی رات کے قریب بمشکل تمام جان بچا کر اپنے گھروں تک واپس جا سکے۔ تھوڑے عرصہ بعد معلوم ہوا کہ مسجد کو آگ لگا دی گئی ہے۔ مسجد کو بچانے کے لئے مسلمانوں نے بڑے زور سے ڈھول پیٹا۔ معلوم ہوا ہے کہ سکھوں نے قرآن پاک کو چٹائیوں میں ڈال کر مسجد کو آگ لگا دی ہے۔ مسجد کا ایک حصہ جل گیا ہے۔ مسلمانوں کی حالت بے حد قابل رحم ہے۔ تمام اراضی سکھوں کے قبضہ و ملکیت میں ہے۔ مسلمانوں کے مویشی بھوکے مر رہے ہیں

مسلمان مردوں اور عورتوں کو پیشاب اور پاخانہ تک کے لئے کھیتوں پر جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور دوسرے افسر اور سکھ ذیلدار موقع پر پہونچ گئے۔ اور آٹھ سکھوں کی گرفتاری بھی عمل میں آئی ہے۔

کثرت کا ناجائز فائدہ

یہ مذکورۃ الصدر واقعہ بے حد چونکا دینے والا اور تشویشناک ہے۔ اور خصوصاً مذہبی نقطہ خیال سے تو اس کی اضطرابی صورت اور بھی زیادہ پریشان کن ہے اگر ہر جگہ کثرت قلت کو اس طرح پامال کرنا شروع کر دے تو کیا دنیا کا انتظام ایک لمحہ کے لئے بھی قایم رہ سکتا ہے۔ گوردوارہ پربندھک یا شرومنی کمیٹی کو بہت جلد اسطرف توجہ دینی چاہیئے۔ دیہات میں جہاں سکھ اپنی کثرت پر نازاں ہو کر اپنے غریب ہمسایہ مسلمانوں کا ناک میں دم کر رہے ہیں۔ شرومنی کمیٹی کو انہیں بخوبی ذہن نشین کرا دینا چاہیئے۔ کہ اگر ہر جگہ کثرت نے قلت سے یہی سلوک شروع کر دیا۔ تو مشکلات کا کہیں ٹھکانا نہیں رہے گا۔ اور ذمہ دار سکھ ہستیوں کو دیہات کے ان پڑھ جاہل سکھوں کو یہ بات بھی بخوبی گوشگذار کر دینی چاہیئے۔ کہ تم نماز یا اذان کی کیوں مخالفت کرتے ہو اذان کیا ہے۔ صرف خدا کی عبادت کی طرف بلاوا یا "خدائی صدا" شری گرنتھ صاحب میں یوں صاف لکھا ہے کہ۔

کبیر سپنے ہون بڑڑائیکے جو کیو ہر کو نام
تا کے پگ کی پاہنی میرے تن کو چام

اگر کوئی خواب میں بڑ بڑا کر بھی خدا کا نام لے تو ایسے شخص پر میں قربان اگر اس کے پاؤں کی جوتی میرے چمڑے سے بنائی جائے تو زہے قسمت۔

کیا جس مذہب میں ایشور بھگتی کا یہ درجہ ہو اس مذہب کے پیروؤں کا ایشور بھگتی کرنے والوں کے ساتھ یہ جابرانہ اور ظالمانہ سلوک کہاں تک جائز ہو سکتا ہے۔ اور ان کے اس سلوک کو دیکھ کر ان کے واجب الاحترام گورو صاحبان کی پاک ارواح کہاں تک خوش ہو سکتی ہیں۔ سکھوں کو اس سوال پر نہایت ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔

کچھ ہماری غفلت بھی ہے

سکھ صاحبان عربی زبان سے ناواقف ہیں۔ اور اذان عربی میں ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اذان کا گورمکھی ترجمہ کثرت کے ساتھ سکھوں اور دیہاتی سکھوں میں مفت تقسیم کریں۔ تاکہ سکھ لوگ اذان کی پاک ماہیت سے آگاہ ہو سکیں۔ میں نے اذان کا گورمکھی ترجمہ کیا ہے اور اپنی توفیق کے مطابق سکھ صاحبان کے اندر اسے مفت بھی تقسیم کیا ہے۔ جہاں جہاں یہ ترجمہ پہنچا اور جس جس سکھ نے اس کو پڑھا اذان کے متعلق اس کا تعصب جاتا رہا۔ ابھی یہ ترجمہ کچھ تعداد میں دفتر نور میں موجود ہے۔ سکھ دیہات میں رہنے والے مسلمانوں کو فوراً صرف محصولڈاک بھیجکر دفتر نور سے مفت طلب کرنا چاہیئے مجھے پورا پورا یقین ہے کہ اگر مسلمان بھائی سکھوں میں یہ ترجمہ مفت تقسیم کریں گے تو اذان کے متعلق سکھوں کا نقطہ نگاہ بالکل بدلا ہوا پائینگے۔

برمحل مشورہ

معزز ہمعصر وکیل نے اسلامی جرائد کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ راجپال کی کتاب کے متعلق اسلامی اخبارات کو کبھی "رنگیلا رسول" کا لفظ نہیں لکھنا چاہیئے۔ یہ مشورہ بہت معقول ہے چنانچہ نور آیندہ اس کتاب کے متعلق جہاں ذکر کرنے کی ضرورت پڑے گی "راجپالی تصنیف" لکھا کرے گا۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کی رواداری کا مقابلہ

ہندو کہتے ہیں کہ مسلمان عدم روادار ہیں مگر واقعات اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ دشمن اسلام سوامی شردھانند کے قاتل پر تمام اسلامی فرقوں نے اظہار نفرت کیا مگر برخلاف اس کے ایک تین کوڑی کا کتب فروش راجپال جس نے دو جہان کے والی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں (جس کے پیرو کروڑہا ہیں اور جن کا مبارک نام سن کر بڑے بڑے بادشاہ تخت سے اتر پڑتے ہیں) سخت گستاخی اور گندہ دہنی سے کام لیا۔ اور آج تک کسی ہندو کو ایسے دریدہ دہن کے برخلاف منہ کھولنے کی توفیق نہ ملی بلکہ بڑے بڑے لیڈر اس کی حمایت میں وکالت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ یہ ہے ہر دو اقوام کی رواداری کا ادنیٰ ثبوت!

KHILAFAT LIBRARY

رواداری کا ایک اور مقابلہ

آج تک کوئی ایسا ہندو کالج نہیں کہ جہاں کوئی مسلمان پروفیسر ہو۔ ہاں ڈی۔ اے۔ وی کالج میں ایک مسلمان لڑکا پڑھتا تھا۔ اس کا جو حشر ہوا وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ برخلاف اس کے ذرا مسلمانوں کی وسعت قلبی ملاحظہ ہو۔ مسٹر چکرورتی علی گڈھ میں عرصہ تک ریاضی کے سینئر پروفیسر رہے۔ حالانکہ مسلمانوں میں ریاضی دانوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ دور کیوں جاؤ اب بھی اسلامیہ کالج میں سائنس کے پروفیسر اور ان کے نائب ہندو ہی ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں میں سائنس دانوں کی کوئی کمی نہیں ہے مگر مسلمانوں کی وسعت قلبی نے کبھی اس بات کو گوارا نہیں کیا کہ ایک ہندو ملازم کو جو ایک یا دوسری وجہ سے رکھا جا چکا ہے۔ محض ہندو ہونے کی وجہ سے علیحدہ کردیں برخلاف اس کے اول تو کسی ہندو کالج کے منیجر کا حوصلہ ہی نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو جگہ دے سکے اور اگر دے بھی دی تو اسے کوئی ایک ہفتہ سے زیادہ ٹھہرنے کی مہلت نہیں دے گا۔ کیا یہ ہر دو اقوام کی وسعت قلبی اور رواداری کا عجیب موازنہ نہیں ہے علی گڑھ میں اقتصادیات کا پروفیسر ہندو ہے۔

اصول تجارت

میں نے ۳ر جولائی کے پرچہ میں یہ لکھا تھا کہ اس وقت مسلمانوں کو تجارت کی طرف [illegible] توجہ کرنی چاہیئے۔ ورنہ ہندوستان میں وقار کی زندگی کو ختم سمجھیں جس طرح ہر ایک شعبہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے چند ایک اصول ہیں اسی طرح تجارت میں فروغ پانے کے لئے بھی بعض قواعد ہیں۔ میں نے ۳ر جولائی کے پرچہ میں لکھا تھا کہ تجارت میں ترقی حاصل کرنے کے لئے میں ۱۷ جولائی کے پرچہ میں چند ایک مفید اصول لکھوں گا۔ مگر خدا کی قدرت اس کے بعد میں بیمار ہوگیا۔ اور اس معذوری کی وجہ سے اپنے وعدہ کو پورا نہ کرسکا۔ الحمدللہ اب میں اس سے عہدہ برآ ہوتا ہوں۔ اور اس کی پہلی قسط ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ تجارت میں دلچسپی رکھنے والے احباب ان اصولوں کو نہ صرف بغور ہی پڑھیں بلکہ انہیں زبانی یاد کرکے اپنا دستور العمل قرار دیں۔ کیونکہ یہ اصول تجارت میں بامراد ہونے کے لئے بہت کام کی چیز ہیں۔

(۱) تجارت میں اصول انصاف کو بہرحال مقدم رکھو خواہ کوئی گاہک ہو نرخ میں کمی و بیشی مت کرو اگر تم اصول انصاف میں صادق القول ہوگے۔ تو تمہاری ساکھ لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جائے گی۔ اور ہر ایک گاہک تمہاری طرف کھنچا چلا آئے گا بعض دوکاندار ایک پیسہ کی چیز کے پانچ پیسہ قیمت کرتے ہیں۔ اور پھر کم ہوتے ہوتے ایک پیسہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ بہت ہی معیوب بات ہے۔ سوسائٹی میں جھوٹ بولنے کا رواج ہوتا ہے اور دوم بے اعتباری۔ مزید برآں ایسے دوکاندار کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ ان کا اعتبار نہیں رہتا۔

(۲) صادق الوعدہ ہونا۔ یہ دوکاندار کے لئے نہایت ضروری ہے۔ بدون اس کے کوئی کاروبار ترقی نہیں کرسکتا۔ بعض دوکاندار دنوں کا وعدہ کرکے ہفتوں تک پورا نہیں کرتے۔ یہ نہایت ہی معیوب بات ہے۔ اس لئے ایفائے عہد کو بہت ہی مقدم رکھو۔

(۳) لاپروائی اور عجلت سے پرہیز کرو یہ ہر دو امور دوکانداری کے لئے بہت ہی مضر ہیں دوکاندار کو لاپروائی نہیں بلکہ نہایت ہی چست و چوکس رہنے کی ضرورت ہے۔ ہر ایک جنس کو اپنے وقت پر خریدنا اور منڈی کے اتار اور چڑھاؤ سے واقف ہونا۔ اور جلد بازی سے پرہیز کرنا۔ بعض اوقات ایک دوکاندار کی تھوڑی سی بے پروائی بہت دور جا پھینکتی ہے اس لئے اپنے کام میں ہوشیار اور چوکس ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔

(۴) منافع قلیل لگانا جو دوکاندار اس پر عمل کرتے ہیں بلاشبہ وہ فائدہ کثیر اٹھاتے ہیں۔ جو ارزاں فروخت کرتا ہے۔ بے شبہ وہ زیادہ فروخت کرتا ہے اور اس کا سب سودا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جاتا ہے اور جو شخص زیادہ منافع لگاتا ہے۔ اس کی چیز دوکان میں پڑی رہتی ہے۔ اور گل سڑ جاتی ہے۔ اس کی بکری برائے نام ہوتی ہے۔ اس لئے اصول تجارت میں اس بات کو بہت اہمیت دو کہ نفع قلیل لگانا ہے۔

(۵) اور نئے دوکاندار کے لئے تو بہت ہی اقل نفع لینے کی ضرورت ہے۔ بلکہ بعض اوقات اسے اپنی دوکان کی شہرت کے لئے نقصان بھی اٹھانا پڑے گا۔ جو دوکاندار قلیل نفع لگائے گا۔ اس کی مشہوری بہت جلد ہو جاوے گی اور اس کا سودا بہت جلد زیادہ مقدار میں فروخت ہوگا۔

(۶) دوکانداروں کے ہاں ریزرو فنڈ یا ایک علیحدہ رقم ضرور جمع رہنی چاہیئے۔ جو وقتاً فوقتاً خاص ضرورتوں پر خرچ ہوتی رہے گی۔ مگر یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ راس المال سے یہ ریزرو فنڈ ہرگز مت بناؤ۔ جو دوکاندار راس المال سے ریزرو فنڈ بنالیتے ہیں۔ وہ بہت جلد نقصان اٹھاتے ہیں۔ ریزرو فنڈ ہمیشہ منافع سے جمع کرو اور آہستہ آہستہ جمع کرتے جاؤ۔ مگر راس المال سے ریزرو فنڈ ہرگز جمع نہ کرو۔ ورنہ اس کا نتیجہ دوکاندار کے لئے بہت خطرناک ہوگا۔

(۷) جہاں تک ہوسکے دوکان سے ادھار دینے سے بچو قلیل نہیں اقل منافع لو مگر نقد لو تو نقد میں نفع اور تیرہ ادھار میں نقصان ہے۔ یہ بزرگوں کا سچا مقولہ ہے اگر کوئی دوکاندار ادھار دیتا ہے۔ تو وہ بہت جلد دوکان کا دیوالہ نکالدے گا۔

(۸) جہاں مشترکہ روپیہ سے کوئی تجارت قایم ہو وہاں اس مشترکہ دوکان یا سٹور کی پالیسی کسی ایک واحد شخص کے ہاتھمیں مت دو۔ ورنہ بہت جلد اس مشترکہ سٹور کا دیوالہ نکل جائے گا۔ بلکہ اس مشترکہ سٹور پر ایک زبردست چک ہونا چاہیئے۔ اور اس سٹور میں جن کا سرمایہ زیادہ ہے۔ ان سرمایہ داروں کا ایک بورڈ بناؤ۔ جو مشترکہ طور پر اس دوکان کے قواعد و ضوابط وضع کرے اور ان قائم کردہ قواعد و ضوابط پر دوکاندار یا دوکان کا منیجر عمل کرے۔ اور بہی کھاتہ کی اول تو روزانہ ورنہ کم از کم ہفتہ وار پڑتال ہونی چاہیئے۔ کہ کیا دوکاندار یا منیجر ڈائرکٹروں کی وضع کردہ ہدایات اور ضوابط پر کام کر رہا ہے۔ اگر کسی کام میں اس کی کوتاہی اور سستی ہو تو اس کی اصلاح کردینی چاہیئے۔ چیک جس قدر زبردست

ہوگا۔ اسی قدر کام با ترتیب ہوگا۔ اور قابو میں رہے گا۔ اگر کوئی چیک نہیں ہوگا۔ تو کام جلد بگڑ جائے گا۔ جس کا سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔

(۹) چیزوں کو ترتیب وار قرینہ سے رکھنا یہ دوکان دار کا بڑا بھاری فرض ہے۔ اس سے دوکان کی رونق دو بالا ہو جاتی ہے۔ اور گاہک کی توجہ فوراً کھنچ جاتی ہے انگریزی دوکانوں کو دیکھو کہ اس میں ترتیب وار قرینہ کی کیسی پابندی کی جاتی ہے۔ چیزوں کو قرینہ اور ترتیب سے رکھنا یہ بھی ایک علم ہے جو دوکاندار اس پر عمل کرتا ہے۔ اس کی دوکان جلد چمک اٹھتی ہے۔

(۱۰) اپنے روپیہ سے کاروبار پھیلانے کی کوشش کرو اگر دوسرے کے روپیہ سے کرو گے تو ان کے واپس مانگنے پر تمہارے کاروبار میں ضرور نقص اور بے ترتیبی پیدا ہوگی۔

(۱۱) دوکاندار ادھار اشیاء لینے سے بچے اور اگر لے تو بہت جلد ادا کرے۔ اس سے اس کا بھرم بنے رہیگا کسی دوکان کا بھرم اٹھ جانا دوکان کے لئے سخت ہی نقصان کا باعث ہے۔

(۱۲) جس سودے کی زیادہ مانگ ہو اسی کا بیوپار کرو اس سے چیز کا نکاس جلد جلد ہوتا رہے گا۔ ایسی چیز خواہ سستی ہی کیوں نہ ملے۔ اس کے خریدنے سے پرہیز کرو۔ جو پڑی پڑی تمہاری دوکان میں سڑے

(۱۳) اپنے کاروبار میں راستی و ایمانداری کا بہت خیال رکھو اور اسے اپنی دوکان کی ضروری چیز سمجھو اگر یہ نہیں تو تمہاری دوکان کی خیر نہیں۔

(۱۴) ہر ضروری بات کو کتاب کی یادداشت ضرور درج کرو۔ ورنہ بہت سی ضروری باتیں یاد سے اتر جائیں گی اور تمہارے کاروبار پر اس کا برا اثر پڑے گا۔

(۱۵) خطوں کی آمد و روانگی کا ضرور خیال رکھو اور ہر ایک خط کا فوراً جواب دو اس سے تمہارا کاروبار بہت وسعت حاصل کرے گا۔

جو دوکاندار خطوط پر توجہ نہیں کرتا اس کی دوکان بہت جلد بیٹھ جائے گی۔ انگریزی دوکاندار خطوط کے جواب دینے کی طرف بہت توجہ رکھتے ہیں جن سے ان کا کاروبار بہت جلد چمک جاتا ہے۔ . . . . چند سال کی بات ہے۔ میں نے تھاکر سپنک اینڈ کو ایک کتاب کے لئے لکھا اس نے جواب دیا کہ یہ کتاب میرے پاس تو نہیں مگر آپ کو فلاں فلاں دوکانوں سے مل سکے گی۔ وہ تین دوکانوں کے نام اس نے لکھدیئے۔ جس سے مجھے بڑی سہولت ہوئی۔ اس لئے گاہک کی سہولت کو مدنظر رکھو۔ اگر کوئی چیز تمہاری دوکان پر نہیں ہے۔ تو پھر اسے ایسی دوکان کا پتہ بتاؤ۔ جہاں سے وہ چیز خرید سکے۔ اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔ مگر گاہک پر تمہاری اس نیک روش کا خاص اثر ہوگا۔ اور آئندہ کے لئے وہ تمہاری دوکان کو ترجیح دے گا۔

KHILAFAT LIBRARY

صنعت و حرفت

مسلمانوں کی اس شعبہ کی ترقی کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ لہٰذا وقتاً فوقتاً نور میں اس ہیڈنگ کے تحت مفید معلومات شائع ہوتے رہیں گے۔

نمک سلیمانی بنانے کی ترکیب۔ یہ ایک مشہور جو ہر ہاضم ہے جس کا چرچا عام ہے۔ نسخہ درج ذیل ہے۔

نمک لاہوری۔ نمک سانبھر۔ نمک سیاہ و کوار گندل ایک تولہ لے کر رس لیموں میں کھرل کریں اور پھر خشک کرلیں۔ اور حسب ذیل اشیاء کو کوٹ چھان کر اس میں ملا دیں۔

نوشادر۔ سونٹھ کھار۔ سوہاگہ بریاں۔ مرچ سیاہ ہینگ۔ ہلیلہ۔ آنولہ۔ جائفل۔ دار چینی۔ اجوائن۔ سونٹھ ہر ایک دو دو تولہ۔ پودینہ عمدہ خشک ۳ تولہ خوراک ۲ ماشہ تک۔ یہ نمک بدہضمی۔ دردشکم۔ درد دانت۔ درد پسلی درد سر دی سے۔ بچھو وغیرہ کے زہر۔ تلی۔ فصلی۔ بخار ہیضہ۔ ایام حیض کی بے قاعدگی وغیرہ وغیرہ کئی ایک مرضوں کے لئے کافی ہے۔

لفافہ چپکانے کی عمدہ گوند اعلیٰ دفتروں میں ولایت سے تیار کیا ہوا شیشوں میں بھر کر آتا ہے۔ اور بہت قیمتی ہوتا ہے۔ جس کا فائدہ یہ ہے کہ یہ گوند نہ تو رکھے رکھے خشک ہوتا ہے۔ اور نہ بدبو دیتا ہے۔ اور نہ پھپھوندی لگتی ہے۔ اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کیکر کے گوند میں حسب ضرورت ٹھنڈا پانی ملاؤ۔ جب اچھی طرح حل ہو جاوے۔ تو اس میں اسی قدر اور پانی ملاؤ کہ جس قدر کاغذ کے چپکانے کے لئے کافی ہو سکے۔ پھر اس کو باریک کپڑے سے چھان لو گوندہ تیار شدہ کا دسواں حصہ سب ایسی ٹیڈ آف لیڈ (سفیدہ) اور سفیدہ کا دسواں حصہ سلفیورک ایسڈ یعنی گندھک کا تیزاب ملا کر بوتلوں میں بھر لو۔ گندھک کا تیزاب اسے سڑنے اور پھپھوندی لگنے سے بچائے گا۔ اور سفیدہ خشک ہونے سے محفوظ رکھے گا شکر بھی یہی کام دے سکتی ہے۔

گوند کی ٹکیہ جب گوند . . اچھی طرح گھل جائے تو اس میں تھوڑی سی پھٹکری باریک پیس کر ملا دیں۔ اور دو گھنٹہ تک ایسی جگہ رکھیں۔ جہاں اس برتن کو کوئی ہلا نہ سکے۔ دو گھنٹہ میں پھٹکری اسے صاف کر دے گی۔ پھر موٹے کپڑے میں چھان کر سایہ میں خشک کر کے حسب ضرورت ٹکیہ بنالیں۔ یہ ٹکیہ لعاب یا پانی کے ساتھ فوراً گھول کر لفافہ وغیرہ جوڑ سکتے ہیں۔ بہت فروخت ہونے والی چیز ہے۔ یاد رہے کہ گوند کو ہمیشہ سرد پانی میں حل کرنا چاہیئے۔ اور سرد جگہ میں ہی رکھنا چاہیئے اس سے عرصہ تک محفوظ رہے گا۔ گرم پانی میں حل کرنے اور گرم جگہ میں رکھنے سے بہت جلد خراب ہو جائے گی

گلٹ سازی نمک۔ نوشادر۔ پھٹکری ہر ایک نصف تولہ لے کر خوب باریک پیس کر پھر سفوف کو چینی کے مضبوط برتن میں ڈال کر آگ پر رکھو اور دس عدد چاندی کے ورق بھی ڈال دو تھوڑی دیر کے بعد آگ میں گلابی رنگ کا سفوف ہو جائے گا۔ یہی سفوف ہے جو عام طور پر فروخت ہوتا۔ اور ولایت سے تیار شدہ آتا ہے تانبے یا پیتل کی شے پر کھٹائی لگا کر اس سفوف کے ملنے سے نہایت عمدہ گلٹ ہو جاتا ہے۔

چند سالہ ممبری کا تجربہ

باوجود قلیل ہونے کے کثرت پر کسطرح فتح پائی

ہم نے وہ شاندار ریکارڈ چھوڑا جس کی نظیر پندرہ سال گذشتہ کے اندر ملنی مشکل ہے

ممبری ایک پبلک ٹرسٹ ہے۔ لہذا میں اپنے چند سالہ مفید تجارب کو پبلک کے سامنے لانا ضروری سمجھتا ہوں۔ جب میں نے بحیثیت انچارج ممبر کے پنچایت قادیان کا چارج لیا تو پنچایت کے خزانہ میں بالکل کچھ نہ تھا۔ اور ان دنوں عدم تعاون کا زور تھا۔ اور کوئی شخص بھی پنچایت کے ٹھیکہ جات لینے کے لئے آمادہ نہ ہو سکتا تھا۔ اور جو ہونا چاہتا تھا اس کے لئے پبلک ڈنڈو بردست تھا۔ گویا دوسرے الفاظ میں سر منڈاتے ہی اولے۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ یہ میرے لئے ایک خطرناک امتحان تھا۔ مگر دوسرے ممبروں کے تعجب کی کوئی حد نہ رہی۔ جب میں نے ایک خاص حکمت عملی سے ان سدود کو توڑ کر ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی پنچایت کے خزانہ کے اندر اسقدر روپیہ جمع کر دیا۔ کہ جس کی مقدار گذشتہ پانچ سال کی سالانہ آمدن سے کم نہ تھی۔ میرے چارج کے وقت شہر کی استوں اور سڑکوں کی حالت بالکل خستہ تھی۔ یہ بد نمائی دیکھکر میرا دل تڑپ اٹھا۔ کہ اس کی اصلاح جلد سے جلد ہونی چاہیئے۔ مگر دوسری طرف پنچایت کا خزانہ بصد مشکل اپنے معمولی اخراجات کو ہی پورا کر سکتا تھا۔ آخر میں نے پنچایت کے پرانے ریکارڈ کو تلاش کرنا شروع کیا۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ لوگوں کی طرف خاصی رقم بطور بقایا موجود ہے۔ اور اگر کوشش کی جائے تو سب یا اس کا حصہ وصول ہو سکتا ہے۔ مگر یہ پنچایت کسی قانون کے ماتحت نہ تھی۔ اس لئے اس کے دعوے کی شنوائی مشکل تھی۔ تاہم میں نے ہمت نہ ہاری اور ایک ہی وقت میں کئی ایک دعوے دائر کر دیئے۔ دوسرے الفاظ میں مجھے مہینہ میں دس روز مقدمات کی پیروی کے لئے دینے پڑے تھے۔ جب عدالت کے سامنے پہلا دعوے دائر ہوا تو عدالت نے دعوے سننے سے بدیں وجہ انکار کرنا چاہا۔ کہ یہ پنچایت کسی قانون کے تحت نہیں ہے۔ لہذا اس کے دعوے کی سماعت نہیں ہو سکتی میں نے اسی وقت ۲۰۰ روپیہ نکالکر عدالت کے سامنے رکھدیئے۔ کہ یہ پنچایت جناب والا شان ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کے حکم سے قائم ہے۔ لہذا عدالت کو جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کی شہادت سے یہ بات صاف کر لینی چاہیے۔ کہ یہ پنچایت کس حکم سے بنائی گئی ہے میری یہ جرارت کام آئی بدون صاحب بہادر کی شہادت سے مقدمہ شروع ہو گیا اور خدا کے فضل سے ہر مقدمہ میں فتح پائی۔ اور وہ روپیہ پبلک مفاد پر خرچ ہوا چنانچہ میں اس کا بجا طور پر فخر کر سکتا ہوں۔ کہ میں نے ان تین چار سالوں میں راستوں کی درستی شہر کی مرمت پر باوجود پنچایت پر موسم خزاں ہونے کے اسقدر روپیہ خرچ کیا کہ اس سے قبل پندرہ سال کے اندر اندر کمیٹی ایسا شاندار ریکارڈ پیش کرنے سے عاجز ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ پبلک پر ایک پائی کا بھی بوجھ نہیں ڈالا۔ یہ سب کچھ گذشتہ بقایا جات کی وصولی سے کیا گیا۔

دوم ہمیشہ بحیثیت ممبر ہونے کے میں اپنی قوم کے حقوق کا بہترین پاسبان رہا ایسا پاسبان کہ دوست تو الگ دشمن کو بھی اعتراف ہے۔ مگر ممبر انچارج کی حیثیت سے میری پوزیشن ہندو مسلم سوال سے ہمیشہ بالاتر رہی۔ اور میں ہر دو فریق کا یکساں خیرخواہ اور ہمدرد رہا۔ پنچایت کا ریکارڈ اس امر کا شاہد ہے کہ ہندوؤں کے ایک محلہ کی مرمت کا کام میرے سپرد کیا گیا۔ اور میں نے تخمینہ لگایا کہ کم از کم ۶۰۰ روپیہ خرچ ہوں گے۔ جب یہ سوال میں نے کمیٹی میں رکھا۔ تو ایک ہندو ممبر نے یہ کہا کہ نہیں صرف ۱۰۰ میں کام ہو سکتا ہے۔ میں نے اس پر خوشی کا اظہار کیا کہ اگر آپ کی مہربانی سے للغہ پنچایت کے بچ سکیں تو اور کیا چاہیئے۔ مگر یہ کام آپ ہی اپنی نگرانی میں کرائیں۔ چنانچہ یہ کام اسی ممبر کے سپرد کیا گیا۔ مگر ایک ہفتہ کے بعد ہی اس نے پنچایت میں یہ رپورٹ لکھکر دیدی کہ ۶۰۰ روپیہ سے کم ایک کوڑی بھی خرچ نہ ہوگی۔ چنانچہ اس واقعہ کا ہندوؤں ممبروں اور ہندو پبلک پر یہ اثر ہوا کہ ان کے قلوب اس بات کمان گئے کہ میں بحیثیت ممبر ہندو مسلم سوال سے قطعی کنارہ کش ہوں۔

اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی۔ تو سمال ٹاؤن ایکٹ ۲۸ فروری ۱۹۲۲ء کو منظور ہوا اس سے پانچ ماہ قبل میں اس نتیجہ پر پہنچ گیا۔ کہ اگر باہر کی نئی آبادی شامل سمال ٹاؤن نہ ہوئی تو احمدیوں کے وقار کو سخت دھکا لگے گا۔ چنانچہ اس وقت میں نے ایک ایسی حکمت عملی سے کام لیا۔ کہ باہر کی آبادی شامل حدود پنچایت ہو گئی۔ اس کے بعد مجھے تحصیلدار صاحب نے لکھا۔ کہ آپ اس مطلب کا ریزولیوشن پنچایت کے سامنے رکھیں کہ آیا پنچایت بحالت سمال ٹاؤن ایکٹ باہر کی آبادی کو شامل حدود سمال ٹاؤن ایکٹ رکھنا چاہتی ہے۔ ہم دو ممبر تھے اور ہندو صاحبان تین تھے۔ اگر یہ سوال اس وقت پنچایت کے سامنے آتا۔ تو بوجہ ہماری قلت ہونے کے یقیناً یہ سوال گر جاتا۔ اور باہر کی آبادی کبھی بھی شامل حدود سمال ٹاؤن ایکٹ نہ ہو سکتی مگر میں اس سوال کو پانچ ماہ قبل ہی حل کر چکا تھا۔ مگر تحصیلدار صاحب کی تاکید تھی کہ اس سوال کو دوبارہ پیش کریں۔ چوہدری کانشی دت صاحب آنجہانی تحصیلدار میرے بے تکلف دوست تھے۔ مگر یہ اصولی سوال تھا۔ جو اصول کے رنگ میں ہی طے ہو سکتا تھا۔ آخر تین ماہ گرما گرم خط و کتابت کے بعد یہ معاملہ ٹھنڈا ہوا۔ اور فیصلہ میرے حق میں رہا چنانچہ اب مجھے خوشی ہے۔ کہ باہر کی آبادی سے ایک نہیں دو ممبر دو حصوں سے بطور امیدوار کھڑے ہوئے ہیں۔ کیا میرے لئے یہ کچھ کم فخر کی بات ہے۔ کہ میری بروقت سعی بلیغ نے دو ممبروں کا اضافہ کر دیا۔ ورنہ قدیم شہر کی آبادی سے بظاہر احمدیوں کے ایک ممبر سے زیادہ کی کوئی صورت ہی نہ تھی۔ قادیان میں

KHILAFAT LIBRARY

سال ٹاؤن ایکٹ کا جھگڑہ تین سال سے پڑا ہوا تھا اور امر واقعہ تو یہ ہے۔ کہ بظاہر یہاں سال ٹاؤن ایکٹ ہونے کی کوئی صورت ہی نہ تھی۔ مگر میں نے ایک خاص حکمت کے تحت سال ٹاؤن ایکٹ کے لئے بہترین فضا پیدا کی جس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ پنچایت کے ممبر جو سال ٹاؤن ایکٹ کا نام خواب میں بھی سننے کے لئے تیار نہ تھے۔ انہوں نے خود ریزولیوشن پاس کر کے بھیجے کہ یہاں سال ٹاؤن جلد سے جلد رائج کیا جائے۔ اگر یہ فضا میں پیدا نہ کرتا تو سال ٹاؤن کی منزل ہنوز بہت دور رہتی۔ بعض لوگ مجھپر ناراض ہیں حتیٰ کہ وہ مجھ پر کئی قسم کے آوازے بھی کستے ہیں۔ کہ اس سال ٹاؤن ایکٹ کے لانے کا موجب میں ہی ہوں۔ یہ صحیح ہے مگر اس کی وجہ بھی مجھ سے سن لیں میں بعد از غور نیک نیتی سے اس نتیجہ پر پہنچ چکا تھا۔ کہ قادیان کا تمدن اور شہریت اس حد تک ترقی کر چکی ہے۔ کہ یہاں بدون سال ٹاؤن ایکٹ کے ہر آن وبا پھیلنے کا احتمال ہے۔ اس نیک نیتی کو مدنظر رکھکر میں نے اس کے لئے سعی کی۔ باقی رہا یہ سوال کہ سال ٹاؤن میں ٹیکس کا بوجھ زیادہ پڑے گا۔ سو میرا اپنا یہ خیال ہے۔ کہ موجودہ ٹیکس پر بدون ایک کوڑی کے اضافہ کے ہی کام بخوبی چل سکتا ہے لہذا اضافہ ٹیکس کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جن لوگوں کے جذبات جدا تعصبات مخالف تخیلات مختلف اور پھر جبکہ کثرت بھی انہیں کی ہو۔ اور ذرا ذرا سی بات اور تھوڑی سی بے اعتنائی پر قومی و مذہبی جذبات بھڑک اٹھیں ان لوگوں میں بیٹھ کر کام کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ جب میں نے پنچایت کا چارج لیا۔ تو سابق ممبران میں سے ایک ممبر نے جو اپنی بردباری تحمل اور مدبر ہونے کی وجہ سے خاص امتیاز رکھتے تھے۔ انہوں نے پنچایت میں کام کرنے کے مشکلات کا ان الفاظ میں اظہار کیا کہ "اس مخالف عنصر کے ساتھ ملکر کام کرنا گرم توے کو اپنے ہاتھوں سے سرد کرنے سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔ مگر واقعات شاہد اور پنچایت کا ریکارڈ بہترین گواہ ہے۔ کہ ہماری قلت ہمارے لئے ہمیشہ موجب ناز و فخر رہی۔ اور ایسی قلت پر کئی کثرتیں قربان ہوتی رہیں۔ ہم ہر میٹنگ میں ہنسی سے جیتے اور خوشی سے ہٹے۔ اور مشکل سے مشکل معاملات کو بھی ہنسی مذاق میں چٹکیوں سے طے کر لیا۔ اور کبھی ماتھے پر شکن نہ آنے دیا۔

قادیان پر ہی کیا منحصر ہے۔ آج کل تمام ہندوستان میں جسقدر ہندو مسلم سوال کی تفریق اپنا کام کر رہی ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ مگر سچ تو یہ ہے قادیان کی فضا اور بھی زیادہ مؤثر ہے۔ باوجود اپنے قومی حقوق کے تحفظ اور فوائد کے لئے غیر معمولی احساس رکھنے کے جس کی نظیر کمیٹی کا گذشتہ طویل زمانہ پیش کرنے سے عاجز ہے۔ اور پھر لطف یہ کہ ہندو مسلم سوال کو پنچایت کے دفتر میں نہیں گھسنے دیا۔ چنانچہ سردار پرتاپ سنگھ صاحب ممبر پنچایت لالہ بڈھے شاہ صاحب ممبر پنچایت اور پنڈت جے کشن صاحب ممبر پنچایت نے لالہ بڈھے شاہ صاحب کی صدارت میں اس عاجز کے لئے جو حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیا وہ میری سلامت روی کا بہترین شاہد ہے۔

"شیخ محمد یوسف صاحب ممبر انچارج پنچایت قصبہ قادیان ہندو مسلم سوال سے بالاتر ہو کر عمدہ طریق اور دیانت امانت کے ساتھ اپنے اس فرض کو جو آنریری تھا بجالاتے رہے"۔

جہاں متصادم طاقتیں کام کر رہی ہوں۔ اور پھر جہاں متصادم طاقتوں کی نسبت ۱ اور ۳ کی ہو۔ اور پھر فرقہ وارانہ تفریق کی وجہ سے فضا اس قدر مکدر ہو کہ ہر آن جذبات کے بھڑک اٹھنے کا احتمال ہو وہاں قلت کا اس کریڈٹ کو حاصل کرنا بلاشبہ یہ ایک اپنی قسم کی پہلی مثال ہے۔

مجھے خوشی ہے۔ کہ اب میں ایک فاتح جرنیل کی طرح ریٹائر ہو رہا ہوں۔ اور ایسی جرنیلی پر مجھے ہمیشہ فخر رہیگا کہ میں نے باوجود قلت رکھنے کے سخت سے سخت معرکوں میں نمایاں فتح پائی۔ یہ میری کوئی خوبی نہیں یہ محض اللہ کا فضل تھا۔ ہاں یہ چند اصول ہمیشہ میرے مدنظر رہے ہیں۔

(۱) اپنے فرض کو عسر و یسر میں مقدم رکھنا۔
(۲) کچھ کہنے کی نسبت کچھ کر کے دکھلانا
(۳) اصول انصاف کو کبھی نظر انداز نہ کرنا
(۴) پبلک مفاد کو فرقہ وارانہ مفاد پر ترجیح دینا
(۵) ممبری پر کبھی نہ اترانا۔ اور ہمیشہ اپنے آپ کو پبلک خادم سمجھنا۔
(۶) دیانت اور امانت کو کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا
(۷) صفائی کا عملہ جسے لوگ عام طور پر حقارت سے دیکھتے ہیں ان سے شفقت سے پیش آنا۔ کیونکہ وہ بھی انسان ہیں۔

پیشتر اس کے کہ میں یہ مضمون ختم کروں میں سال ٹاؤن ایکٹ کمیٹی میں اپنی طرف سے کھڑے کئے گئے ممبروں کو مبارک باد دیتا ہوں۔ کیونکہ ہمارے وقت میں کمیٹی کیلئے قانون ہونے کی وجہ سے قدم قدم پر بے حد مشکلات تھے۔ اور پھر ہم تھوڑے تھے اور مقابل زیادہ ان مشکلات پر قابو پانے کے لئے بہت کچھ غور و خوض سے کام لینا پڑتا تھا۔ مگر آپ لوگوں کے راستہ میں یہ مشکلات نہیں۔ اولاً تو ہماری کثرت ہے۔ دوم ہر مشکل کو قانون حل کرنے کے لئے تیار ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ میں اس الیکشن میں کیوں نہیں آیا۔ اس کے لئے میرا یہ جواب کافی ہونا چاہیئے کہ کام کرنے والے کے لئے ممبری کوئی شوق کی چیز نہیں۔

چنانچہ پنچایت کی ممبری کے لئے بھی میں خود کھڑا نہیں ہوا تھا بلکہ محض تعمیل ارشاد تھی۔ اور پھر جب میں نے ناظر صاحب امور عامہ کے ذریعہ $\frac{9}{22}$ کو استعفیٰ لکھکر بھیجا کہ آپ میرا یہ استعفیٰ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس بھیجدیں۔ لیکن ناظر صاحب موصوف نے یہ لکھکر واپس کر دیا۔ کہ "آپ کے استعفیٰ کو حضرت صاحب پسند نہیں فرمائیں گے"۔ تو میں نے محض حضرت کی خوشنودی کی خاطر یہ استعفیٰ واپس لے لیا۔ اس سے کم از کم ناواقف لوگ اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ میں نے اس ممبری کو کبھی شوق کی چیز نہیں سمجھا۔

یہ ناسپاسی ہوگی کہ اگر میں اس موقع پر جناب چوہدری غلام محمد صاحب بی اے پریذیڈنٹ پنچایت کا شکریہ ادا نہ کروں۔ جن کے تعاون سے میں نے ہر موقعہ پر کامرانی حاصل کی۔ اگر چوہدری صاحب موصوف کا اعانتی ہاتھ میرے ساتھ نہ ہوتا۔ تو ان مشکلات پر غالب آنا۔ میرے لئے قریباً ناممکن تھا۔

صرف چھ روپے میں ۔ آج دوست و دشمن معترف ہیں کہ نور کے پرانے فائل سکھوں اور آریوں میں تبلیغی مضامین کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہیں۔ بسا اوقات ایک ایک مضمون کے لئے ہزاروں صفحوں پر دیدہ ریزی کرنی پڑتی ہے۔ فائل ۱۹۰۲ تا ۱۹۱۷ و ۱۹۱۱ تا ۱۹۱۴ و ۱۹۱۲ تا ۱۹۱۹ جن کی مجموعی قیمت بارہ روپے ہے۔ مگر چند روز کے لئے صرف چھ روپے محصولڈاک علاوہ پتہ منیجر نور قادیان (پنجاب)

KHILAFAT LIBRARY

مراسلات

بابو مبارک احمد نو مسلم احمدی کا بھائی

(ایک واقف کار کی قلم سے)

بابو مبارک احمد نو مسلم کا تیسرا بھائی رتن چند نامی کچھ عرصہ سے اپنے بڑے بھائی کے پاس بیمار ہو کر آیا ہوا تھا۔ دق کی بیماری سے ایک ہفتہ گذرتا ہے کہ وہ غریب اسی بیماری سے فوت ہو گیا۔ بیماری کے دنوں میں وہ مبارک احمد کے گھر ہی میں رہتا رہا۔ اور اسی کے گھر میں خورد و نوش کا بھی انتظام رہا۔ قادیان کے آریوں اور ہندوؤں کو بھی یہ خبر تھی۔ کہ رتن چند ہندو ہوتے ہوئے اپنے بھائی کے پاس رہتا ہے۔ اور اسی کے ہاں کھاتا پیتا بھی ہے۔ مرنے کے بعد بابو مبارک احمد نے بعض ہندوؤں کو خبر دی کہ میرا بھائی ہندو مذہب میں مر گیا ہے۔ اس کو جلانا چاہیئے چنانچہ دس پندرہ ہندو اس کو لے گئے اور حسب ضابطہ ہندو مذہب کے اس کو جلایا گیا۔ محلہ کی چند مسلمان عورتیں بھی براہ ہمدردی اس کی ارتھی کے ساتھ گئیں اور جب وہ جلا دیا گیا تب وہ واپس آئیں۔

رتن چند وہ آدمی تھا۔ جو کہ بظاہر مسلمان معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ اس کا کھانا پینا ہمیشہ رات دن اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ تھا۔ لیکن ہم بابو مبارک احمد کو مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ باوجود اس کے کہ وہ جانتا تھا کہ اگر اس کے بھائی رتن چند کی زندگی نے کچھ بھی وفا کی تو غالباً وہ مسلمان ہو جائے گا۔ اگر وہ چاہتے تو ضرور اس بات کا اعلان کر سکتے تھے۔ کہ وہ مسلمان ہی تھا۔ اس واسطے اس کو جلایا نہ جائے

لیکن

بابو مبارک احمد نے جب یہ دیکھا کہ قرآن مجید اور اسلام کے مطابق لا اکراہ فی الدین جب تک کوئی شخص اپنی خوشی سے علانیہ طور پر کلمہ شریف نہ پڑھے اور خود کو مسلمان نہ کہے۔ تب تک اس کے خلاف اس کی عقیدت اور مذہب کے سلوک کرنا . . . . اسلام اور شرع اسلام کے بالکل منافی ہے۔ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کو بھی اس واقعہ کی پوری اطلاع تھی۔ انہوں نے بھی اپنے قریبی رشتہ دار مبارک احمد کو یہی کہا کہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں۔ بالکل درست اور ٹھیک ہے۔ جب رتن چند باقاعدہ مسلمان نہیں ہوا۔ گو وہ آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ اور کھانا پینا بھی اکٹھا ہی تھا لیکن پھر بھی اس کی مرضی کے خلاف جانا۔ کیونکہ یہ دیانت اور اسلامی قانون کے بالکل اور صریح منافی ہے۔

کہاں ہیں وہ لوگ

اور وہ آریہ اور ہندو اخبارات جو آئے دن یہ کہا کرتے ہیں کہ فلاں مسلمان نے فلاں عورت یا فلاں لڑکے کو پکڑ کر زبردستی مسلمان بنا لیا۔ افسوس کہ یہ لوگ نہیں جانتے۔ کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ ہم مسلمان لوگوں کو اپنی تعداد بڑھانے کے واسطے مسلمان نہیں کیا کرتے۔ بلکہ روحانیت کا پہلو لے کر ایسا کیا کرتے ہیں۔ نہ تو ہمیں قرآن مجید ایسی اجازت دیتا ہے۔ اور نہ ہمارے رسول مقبول ایسا فرماتے ہیں

دیکھو اگر

جبراً اور محض اپنی قوم کے بڑھانے کے واسطے ہم ایسا کرتے تو کوئی وجہ نہیں کہ غریب رتن چند کا جسم خود ہمارے ہاتھوں چتا پر رکھا جاتا۔ کاش آریہ اور ہندو ہمارے ساتھ انصاف کریں۔

رسم ستی کب جاری ہوئی

پنڈت لیکھرام جو بقول شردھانند "ضدی" اور "متعصب" تھا۔ اور جو بعض اوقات فریق مخالف پر سخت سے سخت حملے کر دیا کرتا تھا" (دیباچہ کلیات آریہ مسافر)

اپنی کتاب کلیات آریہ مسافر حصہ اول کے صفحہ ۱۸۵ پر لکھتا ہے۔

"مسلمانوں کے ظلموں ہی سے ستی ہونے کا دستور ہوا۔ کہ ایسا نہ ہو یہ ظالم (مسلمان) پکڑ کر خراب کریں"

پنڈت لیکھرام نے مسلمانوں پر ناحق الزام لگا کر اپنے اسی تعصب کا ثبوت دیا ہے۔ جس کا ذکر شردھانند نے کلیات کے دیباچہ میں دیا ہے۔ کیونکہ اس نے محض دعوے کیا ہے۔ جس کی کوئی دلیل وہ پیش نہ کر سکا لیکن خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھیئے۔ کہ مسلمانوں پر جو الزام لگایا تھا۔ ایک جگہ خود ہی اس کی تردید کر دی ہے۔ ملاحظہ ہو

"بیوہ ہو جانے کی حالت میں ہندو عورت کے واسطے پورانوں نے دو ہی علاج لکھے ہیں) یا ستی ہو جانا یا تمام عمر ماتمی لباس پہن کر بیوہ بیٹھے رہنا۔ ایسی تعلیم کے مطابق لاکھوں (ہندو عورتیں) ستی ہو گئیں"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۸۱)

یہاں صاف تسلیم کیا ہے۔ کہ ستی کی رسم پورانوں کی تعلیم ہے اور اسی کے مطابق جاری ہوئی۔ نہ کہ مسلمانوں کے مفروضہ ظلم کی وجہ سے۔ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ

دروغ گو را حافظہ نہ باشد

شاید کوئی کہدے کہ پوران مسلمانوں کے آنے کے بعد بنے ہیں۔ اس لئے پنڈت لیکھرام کا لکھنا درست ہے سو اس کے متعلق یہ جواب ہے۔ کہ اول تو یہی غلط ہے کہ پوران مسلمانوں کے آنے کے بعد تصنیف کئے گئے ہیں۔ اور اگر فرض بھی کر لیں۔ کہ ایسا ہی ہے۔ تب بھی یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ ستی کی رسم مسلمانوں کے ظلموں کی وجہ سے جاری ہوئی۔ دیکھیے مشہور ہندو لیڈر بھائی پرمانند اپنی تاریخ پنجاب کے صفحہ ۱۱۱ پر لکھتا ہے کہ

"اس (مہابھارت) زمانہ کے شروع میں بھی ستی کا رواج تھا۔ مادری اپنے پتی پانڈو کے ساتھ چتا پر چڑھی یونانیوں نے بھی یہ لکھا ہے کہ کٹھا جیسے ہیں عورتیں اپنے خاوند کے ساتھ اپنے آپ کو جلا دیتی تھیں"

حافظ سلیم احمد اٹاوی

نادر موقع

مسجد منارہ والی کے قریب دو منزلہ پختہ ہوادار مکان جو دکانوں میں واقع ہے فروخت ہوتا ہے۔

پتہ۔ مینیجر نور قادیان ضلع گورداسپور

اقتباسات

مالوی جی کے سمدھی کی کھلی چٹھی

KHILAFAT LIBRARY

پنڈتوں کے مظالم کی خونچکاں داستان

اسلام کے دامن میں پناہ لینے کا عزم

(از پنڈت لکشمی کانت مالوی بھٹس)

لوگوں کو مالویوں کے مقدمہ ذات پات" کا علم ہوگا۔ جو اس وقت الہ آباد کی عدالت منصف میں زیر سماعت ہے۔ اس کے حالات بھی اخبارات میں آچکے ہیں۔ چونکہ میرے بہت سے دوستوں نے بعض امور مجھ سے دریافت کئے ہیں۔ اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ واقعات کی تفصیل صریح الفاظ میں بیان کروں۔

یہ ذات جو مالویہ برہمنوں کے نام سے موسوم ہے۔ اور جسے پنڈت مدن موہن مالوی کو اپنے میں شمار کرنے کا فخر حاصل ہے۔ جو ہندو قوم کے رہنما اور ہندو سنگھٹن کے موجد ہیں۔ ... ... مالوہ سے ترک وطن کر کے الہ آباد بنارس اور معراج پور اور دوسرے مقامات میں آباد ہوگئی ہے۔ الہ آباد اس برادری کا اہم مرکز ہے۔ اس برادری کو فخر ہے۔ کہ صرف دو سو خاندان اس میں شامل ہیں۔ شادی بیاہ انہی دو سو خاندانوں میں ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو اپنے جسم پر اسقدر ناز ہے۔ اور اپنے خون کے خالص اور بے آمیزش ہونے کے متعلق ان کے ذہن میں اس قسم کے اصول جاگزیں ہیں۔ کہ وہ دوسرے برہمنوں کو بھی خون کے خالص ہونے اور جسم کی پاکیزگی و تقدس کے اعتبار سے اپنا سہیم اور برابر کا نہیں سمجھتے۔ مالوی برادری کا حلقہ چونکہ بہت ہی محدود ہے۔ اس لئے ان کو اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے لئے جوڑے تلاش کرنے میں انہی دو سو خاندانوں میں حصر کرنا پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک کثیر تعداد شادیوں کی ایک ہی گوتر اور پنڈ اس میں ہوتی ہے۔ جو منو و ہرم شاستر اور دوسری مذہبی پستکوں کے اعتبار سے سخت ممنوع ہے۔ اس قسم کی شادیاں نہ صرف شاستروں ہی میں منع ہیں۔ بلکہ وہ حفظان صحت کے اصول سے بھی سخت معیوب ہیں۔ لیکن سخت افسوس کا مقام ہے کہ اس قسم کی شادیاں اور بیاہ شاستروں کے اتنے بڑے حامی پنڈت مدن موہن مالوی اور ان کے متبعین کو بھی گوارا ہیں۔ میں بھی خوش قسمتی سے یا بدقسمتی سے اسی برادری میں شامل ہوں اور پنڈت مدن موہن مالوی کے قریبی رشتہ دار رہنے کا شرف بھی رکھتا ہوں۔ میں اپنے رشتہ کا تذکرہ ہی کیوں نہ کر دوں

میری پہلی لڑکی پنڈت گوبند مالوی سے بیاہی ہوئی ہے۔ جو پنڈت مدن موہن مالویہ کا خلف اصغر ہے۔ اب افلاس اور برادری کے حلقہ کی عدم وسعت کے باعث مجھے اپنی دوسری لڑکی کے لئے کوئی عمدہ بر میری اپنی برادری میں نہ مل سکا۔ لہٰذا میں نے مصمم ارادہ کر لیا ۔ کہ اپنی برادری کی محدود وسعتوں سے باہر کوئی عمدہ لڑکا تلاش کروں۔ خوش قسمتی سے مجھے پنڈت رام چندر گکریتی بی۔ اے (کنٹب) بیرسٹر ایٹ لا دہرہ دون کے وجود میں حسب منشاء مل گیا۔ کوئی چار سال ہوئے کہ میری لڑکی کی شادی پنڈت گکریتی سے ہوئی۔ لیکن یہ شادی کچھ ایسی کڑوی گولی تھی۔ کہ مالوی پنڈت صاحبان کے زحلقوم اسے نگل نہ سکے۔ اور انہوں نے اپنی محدود برادری کی کیتلی میں طوفان محشر برپا کرنا شروع کر دیا

مالوی پنڈتوں کی پہلی بیدردی

میرے اس جرم پر عبرت انگیز سزا دینے کے لئے مقدس مالوی برادری کے ارکان نامدار کا گنگا کے مقدس ساحل پر ایک مقدس مقام میں زیر صدارت پنڈت مالویہ جی ایک جلسہ ہوا جس میں انہوں نے بہت سی قرار دادیں منظور کیں۔ جن میں میرے اس فعل کو شاستروں کے خلاف ہونے کے باعث سخت مذموم قرار دیا۔ اور مجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی برادری سے خارج کر دیا۔ مجھے اچھوت قرار دیا گیا۔ اور تمام معاشرتی تعلقات کے رشتے مجھ سے کاٹ دیئے گئے یہاں تک کہ جب میری محترم ماتا جی اس شادی کے بعد سرگباش ہوئیں۔ اور جب ان کی ارتھی سپرد آتش ہونے کے لئے گھر میں تیار رکھی تھی۔ تو مالوی برادری کے چند مقدس اراکین کا ایک اجلاس خصوصی پنڈت مالوی کے مکان پر منعقد ہوا۔ اور ایک فتوئی صادر کیا گیا۔ کہ برادری کا جو شخص اس ماتمی تقریب میں میرے ساتھ شریک ہوگا۔ وہ بھی برادری سے خارج سمجھا جائے گا۔ اس فیصلے پر لفظ بہ لفظ عمل کیا گیا۔ اور کسی شخص نے میری صورت دیکھنا بھی گوارا نہ کی۔

مالوی پنڈتوں کی دوسری بیدردی

میں ایک اور مثال اس نرم دل برادری کی بے رحمی و بیدردی کی پیش کرتا ہوں جو ہندو جاتی کے ان نام نہاد رہنماؤں نے مجھ پر محض اس ناشکیبائی جرم کے باعث روا رکھی کہ میں نے اپنی لڑکی کو ایک غیر مالوی برہمن سے بیاہ دیا۔ میری بیوی مرض موت میں مبتلا تھی اور چند ساعتوں کی مہمان ۔ اس نے مرتے دم خواہش ظاہر کی کہ میری سب سے بڑی لڑکی کو آخری وقت دیکھنے کا موقعہ دیا جائے۔ جو پنڈت مالوی کے بیٹے سے بیاہی گئی ہے ۔ پنڈت مالوی کی خدمت میں بمنت و زاری درخواست کی گئی۔ کہ اپنی بہو یعنی میری بیٹی کو میرے گھر آنے اور ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جانے والی ماں کے درشن کرنے کی اجازت دیجئے۔ لیکن گذارش کو نہایت بے دردی سے ٹھکرا دیا گیا۔

میں ایک نظیر اور بھی پیش کروں گا۔ پنڈت کپل دیو مالویہ جو اپنے جذبہ وطن پرستی کے باعث عدم تعاون کے زمانہ میں سیاسی خدمات کی پاداش میں جیل گئے۔ اور الہ آباد کے ایک نہایت پرجوش کام کرنے والے ہیں۔ انہیں بھی محض اس لئے برادری سے خارج کر دیا گیا۔ کہ انہوں نے علانیہ میرے ساتھ کھانا کھایا تھا۔ ایک اور شخص کو بھی ذات برادری سے خارج کر دیا گیا۔ کہ اس نے مجھے اپنے ساتھ کھانا کھانے کی دعوت دی تھی۔ یہی شخص ذات برادری کے مقدمہ میں مدعی ہے۔ جو اس وقت الہ آباد کی عدالت میں منتظر فیصلہ ہے۔ اس شخص کا نام ستیہ نراین مالوی ہے۔ مدعا علیہم پنڈت رام کانت مالوی۔ پنڈت مالوی کا فرزند اکبر اور ریاست مرڈہی کا مشہور وزیر اعظم ہے اور دوسرے گیارہ آدمی ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

میں فخر محسوس کرتا ہوں۔ کہ میری برادری میں پنڈت مدن مالوی سا بڑا آدمی پیدا ہوا۔ جو منتشر اور متفرق ہندو قوم کو متحد اور متفق کرنے کے لئے زمین اور آسمان کو ایک کر رہا ہے۔ لیکن اس شدھی اور سنگھٹن کے زمانے میں جبکہ کوشش کی جا رہی ہے کہ دوسرے مذاہب کے پیروؤں کو بھی اپنے مذہب میں شامل کر لیا جائے۔ اور جبکہ اچھوت جاتیوں کو بھی چھاتی سے لگایا جا رہا ہے۔ اور ہندو سماج میں انہیں اعلیٰ جگہ دی جا رہی ہے۔ تو کیا یہ امر تعجب خیز و حیرت انگیز نہیں۔ کہ پنڈت مالوی ہندو سنگھٹن کا عظیم المرتبت لیڈر اپنے ایک رشتہ دار کے برادری سے خارج کئے جانے کا مجرم ہو۔ جس کا خون اس کے خون کا سا ہے۔ جس کا استخوان اور پوست اس کے استخوان و پوست کا سا ہے۔ اور قصور اس کا صرف یہ ہے کہ اس نے اپنی لڑکی کو اپنے عقیدے کی پیروی میں ایک غیر مالوی گوتر میں بیاہ دیا۔

ہندومت سے بیزاری

میں اپنے مذہب سے محبت کرتا ہوں۔ اور اس لئے میں اب تک اس پر قایم ہوں۔ ورنہ کوئی شخص جس میں ذرہ برابر بھی خودداری اور عزت نفس کا احساس موجود ہو۔ ایسے مذہب میں ایک لمحے کے لئے بھی رہنا نہیں پسند کرے گا۔ جو اپنے پیرؤوں پر اس طرح ظلم و تعدی روا رکھتا ہے۔ آخر میں نے اپنی لڑکی ایک ہندو ہی کو دی تھی۔ اور وہ بھی ایک اعلیٰ ذات کے برہمن کو۔ میں نے ابھی تک ہندو مذہب اور برہمنوں سے باہر جانے کا فیصلہ نہیں کیا۔ لیکن برادری سے خارج کرنے کے فیصلے سے میں اس طرح مردود و ملعون قرار دیا گیا ہوں کہ میں ہندوؤں میں کہیں بھی مل جل کر رہ سکتا ہی نہیں ہوں اور میرے اہل و عیال کسی شخص کے ساتھ کھان پان نہیں کر سکتے۔ نہ وہ کسی سے شادی بیاہ ہی کر سکتے ہیں۔ وہ ہندومت جس سے میں اس قدر محبت کرتا ہوں اس میں میرے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں۔ اور وہ مجھے ہر قدم پر ٹھوکریں مار رہا ہے۔ میں محض ایک امر واقعہ کا اظہار کر رہا ہوں۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ اگر میں اسلام قبول کر لوں۔ تو تمام مسلمانوں میں مجھے کامل مساوات حاصل ہو جائے گی۔ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مسلمانوں کی اعلیٰ سے اعلیٰ ذات کے ساتھ بھی شادی بیاہ کے تعلقات قایم کرنے میں مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ سر عبدالرحیم بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ بشرطیکہ میں ضروری قابلیت اور حیثیت کا مالک ہوں۔ میں مصطفےٰ کمال پاشا کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا چاہوں تو کھا سکتا ہوں لیکن ہندو قوم میں اس کائنات میں میرے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ میرے بھائی اور عزیز و اقربا میرے اہل و عیال کے ساتھ کھا پی نہیں سکتے۔ اور میں اپنی لڑکی سے نہیں مل سکتا۔ اور اس سے کوئی رشتہ نہیں کر سکتا۔ یہ صاف و صریح واقعات ہیں جو میں نے بیان کئے۔ میں مالوی جی کو دعوت مبارزت دینے کی گستاخی نہیں کر سکتا۔ لیکن میں ان سے اور ان کے حواریوں سے ادب کے ساتھ درخواست کرونگا۔ کہ اگر میں نے کوئی غلطی کی ہو۔ تو براہ مہربانی اس کی تردید کر دیں۔ اور اگر وہ تردید نہ کر سکیں تو پنڈت مالوی اور دوسرے ہندو لیڈروں سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ مجھے بتا دیں کہ ہندو قوم میں میری کیا حیثیت ہے اور مجھے اب کیا کرنا چاہیئے (مدینہ)

مسلمانو اپنی بیواؤں اور یتیموں کی فکر کرو

(حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے)

شدھی کا زور جب سے شروع ہوا ہے۔ ہندو صاحبان کی طرف سے مختلف سٹیشنوں پر آدمی مقرر ہیں۔ جو عورتوں اور بچوں کو جو کسی بدقسمتی کی وجہ سے علیحدہ سفر کر رہے ہوں بہکا کر لے جاتے ہیں۔ اور انہیں شدھ کر لیتے ہیں۔ اس قسم کی متواتر رپورٹیں میرے پاس آتی ہیں۔ اور ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ روزانہ پندرہ بیس واقعات اس قسم کے ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ اندازہ صحیح ہے۔ تو قریباً پانچ چھ ہزار مسلمان ہر سال اس طریق سے ہندو بنا لیا جاتا ہے۔ یہ اتنی بڑی تعداد ہے۔ کہ مسلمانوں کو بہت جلد اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ مشکل یہ ہے کہ یہ کارروائی ریل میں کی جاتی ہے۔ اس لئے اس کا پتہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے مجھے ایک عورت نے جو نو مسلمہ ہے۔ اور صوبہ بہار کی طرف کی رہنے والی ہے۔ بتایا کہ جب وہ اپنے ہندو رشتہ داروں سے مل کر واپس قادیان آ رہی تھی۔ تو ایک عورت نے جو کہ ہندو تھی اسے بہلانا شروع کیا۔ کہ لکھنو بڑی اچھی جگہ ہے وہاں سیر کے لئے اترو۔ میں سب انتظام کرا دوں گی رہنے کا بھی انتظام کرا دونگی۔ لیکن یہ نو مسلمہ باوجود ان پڑھ ہونے کے اس کے قابو میں نہ آئی۔ اور اس نے بتایا کہ اس نے اس قدر اصرار کیا۔ کہ مجھے اسے جھڑک کر اپنا پیچھا چھڑانا پڑا۔

شاید اس ہندو عورت کو یہ معلوم نہ تھا۔ کہ اس وقت وہ نو مسلمہ اپنے ہندو بھائی کی بیٹی اکیلی جان۔ تا سے اپنے ساتھ لا رہی تھی۔ کہ اسے بھی مسلمان بنائے۔ چنانچہ اب وہ لڑکی قرآن کریم پڑھ رہی ہے۔ اگر اسے یہ بات معلوم ہوتی تو شاید وہ ہندو عورت اور بھی شور کرتی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اور نو مسلمہ خیر و عافیت سے لڑکی کو لیکر قادیان پہنچ گئی اس طرح کہ متعدد واقعات مجھے معلوم ہوئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عموماً بیوہ عورتوں لاوارث بچوں اور ایسی عورتوں کو جو اپنے خاوندوں سے ناراض ہوں۔ ہندو صاحبان بہکا کر ہندو بنا لیتے ہیں۔

میرے نزدیک چھوٹے بچوں کو ان کے والدین کی مرضی کے بغیر اس طرح قبضہ میں کرنا یا لاوارث بچوں کو دھوکے سے لے جانا شرافت کے خلاف ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اس قسم کے رویہ سے شریف ہندو اپنی قوم کے پرجوش لوگوں کو روک سکیں گے۔ اس وقت ہمارا اپنا رویہ یہ ہے کہ نابالغ بچہ مسلمان ہونے کے لئے آئے۔ تو اسے بھی ہدایت کرتے ہیں۔ کہ اپنے والدین سے پوچھکر آئے یا جوان ہو کر آئے۔ لیکن اگر ہندو صاحبان نے اپنا رویہ نہ بدلا۔ تو مجھے بھی اپنی جماعت کے لوگوں کو اجازت دینی پڑے گی۔ کہ جو انہیں مسلمان کرنے کے لئے کہے خواہ وہ بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ اسے مسلمان کر لیا کریں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس نقص کو دور کرنے کے لئے مسلمان بھی خاص توجہ کریں گے۔ لاوارث عورتوں اور بچوں

KHILAFAT LIBRARY

کے لئے ہر بڑے شہر میں ایک جگہ مقرر کرنی چاہیئے۔ جہاں نہیں رکھا جائے۔ مسلمانوں میں یتیم خانے تو کئی ہیں۔ لیکن ابتک بیواؤں اور مصیبت زدہ عورتوں کے رہنے کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ آئندہ ہر بڑے شہر میں اس کا انتظام ہونا چاہیئے میں خصوصاً دہلی کے مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ دہلی کے سٹیشن سے قریباً روزانہ دو تین مسلمان عورتیں بھگائی جاتی ہیں۔ اگر وہ اس طرف توجہ کریں۔ اور انتظام کے ماتحت ایسی بے ٹھکانا عورتوں اور لاوارث بچوں کو لے جایا کریں تو بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قطرہ قطرہ دریا بن جاتا ہے۔ ایک ایک آدمی نکلنا شروع ہو تو بھی کچھ عرصہ میں ہزاروں تک تعداد پہنچ جاتی ہے اور ان کی نسلوں کو مدنظر رکھا جائے تو لاکھوں کروڑوں کا نقصان نظر آتا ہے۔ پس اس نقصان کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیئے۔

ان عورتوں کے اخراجات خواہ انہی کی مزدوری سے نکالے جا سکتے ہیں۔ اگر ان کے لئے بعض قسم کے کاموں کا انتظام کر دیا جائے۔ مثلاً سلائی کا چراپین ازار بند موباف بننے یا گوٹا وغیرہ بنانے کا۔ اس سے صنعت و حرفت میں بھی ترقی ہوگی۔ اور ایسی عورتوں کے لئے کام بھی نکل آئیگا

نوٹ قریباً تین ساڑھے تین سال کا واقعہ ہے کہ میں رات کے ۱۲ بجے کے قریب گاڑی سے بٹالہ اترا۔ ایک ہندوستانی عورت جسے میں عام طور پر میر سراج الحق صاحب کے ہاں قادیان دیکھا کرتا تھا۔ وہ ایک معمر سکھ عورت کے ساتھ گاڑی سے اتری۔ اور اس کی معیت میں ہی پلیٹ فارم کے ایک کونہ پر بیٹھ گئی۔ مجھے شبہ ہوا۔ اور میں نے ایک آدمی کو دریافت حالات کے لئے بھیجا۔ اس آدمی کو سکھ عورت نے خوب ڈانٹا۔ اور کہا کہ یہ میری لڑکی ہے۔ اور اسے میں اپنے ساتھ لے جا رہی ہوں۔ وہ آدمی افسردہ خاطر ہو کر میرے پاس آیا اور سب قصہ بیان کیا۔ میرا شبہ اور بھی قوی ہو گیا۔ لہذا میں خود آگے بڑھا۔ مگر سکھ عورت نے پہلے مجھ پر بھی رعب ڈالنا چاہا۔ اور جب میں نے اسے اچھی طرح ڈانٹ بتلائی اور کہا کہ میں ابھی پولیس کو بلاتا ہوں تو وہ مسلمان عورت بھی سکھ عورت کی حمایت کے لئے کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی کہ اس نے تو مجھے اپنی لڑکی بنا لیا ہے۔ اور یہ بہت اچھی ماں ہے۔ وہ چار روز اس کے گاؤں رہ کر قادیان آجاؤں گی۔ آخر میں نے اسے اس کے جال سے آگاہ کیا اور بصد مشکل اسے اس عورت کے پھندے سے نجات دلائی ابھی تک وہ عورت قادیان میں ہے۔ بہت احتیاط کی ضرورت ہے

مساجد کے سامنے باجا بجانا ایک احمقانہ فعل ہے
بمبئی ہائی کورٹ کے ہندو جج کی شہادت

ہندو پیشوا ور لیڈر اور ہندو اخبارات یہ کہتے کہتے کبھی نہ تھکتے تھے۔ کہ مساجد کے سامنے باجہ بند کرنے کا مطالبہ مسلمانوں کی طرف سے بالکل نیا ہے۔ اور یہ کہ جلوسوں میں باجہ گاجہ ہندوؤں کا مذہبی فرض ہے۔ اس لئے وہ مسلمانوں کے مطالبہ کو ہرگز تسلیم نہ کریں گے۔ اور مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے پر اصرار کریں گے۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ مذہب کے نام سے مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے پر ہندوؤں کے اصرار کی بدولت ملک میں جابجا ہنگامے و فساد اور قتل و خونریزی کے حادثات پیش آ رہے ہیں۔ خدا بھلا کرے منصف مزاج آنریبل جسٹس کنور سوامی شاستری جی کا جو بمبئی ہائیکورٹ کے جج ہیں۔ آپ نے انڈین ڈیلی میل کے نمائندہ سے بیان کیا کہ :-

"باجہ بجانے کے حق پر ہندوؤں کا اصرار ایک احمقانہ فعل ہے۔ جس سے ان کو باز رہنا چاہیئے۔ مندروں سے باہر باجہ بجانا ان کا جزو مذہب نہیں ہے۔ یعنی مندروں کے باہر باجہ بجانا ہندوؤں پر مذہباً لازم نہیں ہے"

بمبئی ہائی کورٹ کے معتدر ہندو جج کا یہ بیان الہ آباد کے اخبار لیڈر مورخہ ۲ مئی یوم چہارشنبہ کے صفحہ ۴ کالم ۳ میں شایع ہوا ہے۔ یہ بیان کسی معمولی ہندو لیڈر کا نہیں۔ بلکہ یہ ہائی کورٹ کے ایک ہندو جج کا بیان ہے۔ جو ہر معاملہ کے متضاد پہلوؤں پر غور کر کے منصفانہ محاکمہ کرنے کا عادی ہوتا ہے۔ اور جس کے فیصلہ کا اس ملک میں کوئی اپیل نہیں۔

اچھوت ہندو نہیں ہیں

موضع گھوڑوال ہوشیارپور کے اچھوت رام داسیوں نے ایک شاندار جلسہ کیا۔ اور اس میں اس مضمون پر تقریریں ہوئیں۔ کہ ہم ہندو نہیں ہیں اور آیندہ مردم شماری میں اپنے آپ کو ہندو لکھوانا ہم کو ہرگز ہرگز منظور نہیں ہے۔ جلسہ میں اسی مضمون کی بہت سی نظمیں بھی پڑھی گئیں۔ ان نظموں کا مجموعہ سوامی شودرانندجی سکرٹری آدہرم پرچارک منڈل پنجاب جالندھر سے ۲ر کے ٹکٹ بھیجکر منگا لینا چاہیئے۔ اس مجموعہ کا نام "اچھوت کون ہیں" ہے۔ تبلیغی رفیقوں کو یہ بھجن ضرور پڑھنے چاہئیں۔ اور ان اچھوت بھائیوں کی مدد کرنی چاہیئے۔ یہ بھجن پنجابی زبان اور اردو حروف میں ہیں۔

اچھوت جلسہ کے ریزولیوشن

یہ جلسہ ۱۲ جون کو موضع گھوڑوال ضلع ہوشیارپور میں ہوا تھا۔ اس میں پنجاب کے پندرہ ہزار اچھوت بھائی شامل تھے۔ جلسہ کے لیکچرار سوامی شودرانند و مسٹر ٹی سی بھٹ و سردار بسنت سنگھ صاحب اور مہاتما گنیش داس بھرم توڑ اور پنڈت سنت رام منتری جاتی سدھار کمیٹی اور ماسٹر آتما سنگھ پردھان کمیٹی اور سیٹھ لکا رام لیکچرار تھے اور مسلمانوں کی طرف سے مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت بھی جلسہ میں آئے تھے۔

سوامی شودرانند کی تقریر

سوامی شودرانندجی نے جب تقریر کی تو جلسہ میں بڑا جوش پیدا ہو گیا اور تمام مجمع نے کہا کہ ہم مر جائیں گے لیکن اپنے آپ کو ہندو نہیں کہلائینگے۔ ہمکو تو اب پتہ لگا ہے۔ کہ ہندوستان کے اصلی مالک ہمارے بڑے تھے اور یہ ہندو بعد میں آئے ہیں۔

اس کے بعد حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیے گئے۔

۱ ہم آدہرمی اچھوت ہندوستان کے ان قدیمی باشندوں کی اولاد ہیں جن کو ہندو آریہ قوم نے باہر سے ہندوستان میں آکر تباہ و برباد کر کے اپنا غلام بنا لیا تھا۔ ۲ یہ کانفرنس علانیہ طور پر گورنمنٹ کو توجہ دلاتی ہے کہ آیندہ مردم شماری میں ہم لوگوں کو ہندو سرکل میں ہرگز درج نہ کیا جائے۔ کہ ہم آدہرمی اچھوت ہندو نہیں۔ اور نہ ہندو مذہب کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق ہے ہمارے حقوق کے مطالبات الگ پیش ہونے چاہئیں۔ ۳ یہ کانفرنس گورنمنٹ کو یقین دلانا چاہتی ہے کہ آدہرمی اچھوت گورنمنٹ کے سچے وفادار ہیں لیکن افسوس ہے کہ ہم کو وفاداری دکھانیکا کوئی موقعہ نہیں دیا گیا۔ اسلئے درخواست ہے کہ گورنمنٹ ہمیں وفاداری دکھانیکا موقع دے

آریہ سماج کو راہ راست پر لانیوالی کتابیں

آریہ مذہب کی حقیقت } اس کتاب میں آریہ مذہب کی حقیقت کو اظہر من الشمس کیا گیا ہے۔ زبلہند ار اور مسلم آوٹ لک کی یہ رائے ہے۔ کہ آج تک جس قدر کتابیں آریہ مذہب پر لکھی گئی ہیں۔ ان سب پر یہ فوقیت لی گئی ہے۔ آریوں میں تبلیغ اور شدھی کی رو کو روکنے کیلئے یہ ایک ہی کتاب ہے۔ قیمت ایکروپیہ محصولڈاک علاوہ

ہندو دھرم کی حقیقت } سناتنی ہندو جن کی تعداد کروڑوں ہے۔ اور جنہیں تبلیغ بھی نسبتاً آسان ہے۔ آج تک اس وسیع قوم میں تبلیغ کے لئے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی ہے۔ یہ اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ ہندوؤں کی سب کتب کا عرق نکالکر رکھدیا گیا ہے قیمت ۸ر

ست اوپدیش } سکھ مذہب میں تبلیغ کے لئے بے نظیر کتاب ہے۔ جس نے اسکو پڑھا وہ عش عش کر اٹھا۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح ثانی فرماتے ہیں کہ:۔ مجھے یہ کتاب بہت پسند آئی ہے۔ اب صرف چند کاپیاں باقی ہیں۔ قیمت صرف ایکروپیہ محصولڈاک علاوہ

ایک آریہ کے چھ سوالوں کا جواب } پروفیسر رام دیو گورنر گورو کل کانگڑی کے اسلام کے برخلاف اس مشہور لیکچر کا مدلل اور مسکت جواب ہے۔ جو ۲۲ء میں آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا تھا۔ اور تو اور خود پروفیسر موصوف نے بھی ۶ر فروری کے پرکاش میں اس جواب کی بہت تعریف کی ہے۔ قیمت ۶ر محصولڈاک علاوہ

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر } مسلمانوں اور سکھوں میں نااتفاقی پیدا کرنے کے لئے بعض عیار لوگوں نے سکھوں کے برخلاف مسلمانوں کے فرضی مظالم کے جس قدر قصے گھڑے ہیں۔ وہ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ یہ کتاب اس زہر کا بہترین تریاق ہے۔ اس سے بڑھ کر اس کی قبولیت اور کیا ہوسکتی ہے۔ کہ سکھوں کے مشہور اخبار لائل گزٹ نے اس مضمون کو اپنے اخبار میں درج کیا۔ قیمت پانچ آنے

سکھ اور مسلمان } یہ ایڈیٹر نور کا وہ معرکتہ الآرا لیکچر ہے۔ جو ۲۶ دسمبر ۲۵ء کو مرکزی سالانہ جلسہ قادیان میں دس بارہ ہزار کی حاضری میں دیا گیا اور اس قدر مقبول ہوا کہ لوگوں کے اشتیاق اور اصرار پر طبع کرایا گیا۔ قیمت صرف ۶ر محصولڈاک علاوہ

تفسیر سورہ اخلاص } یہ تفسیر جناب شہزادہ عبد المجید صاحب مبلغ ایران کے قلم گوہر رقم کا نتیجہ ہے۔ صوفیانہ لطائف کی وہ بارش ہے کہ ایکدفعہ تو مردہ ارواح بھی وجد میں آکر رقص کرنے لگتی ہیں۔ ہدیہ صرف ۶ر محصولڈاک علاوہ

قضیہ گائے } گائے کا سوال ہندو اور مسلمانوں کے لئے جس قدر موجب الجھن ہے اس کی گرہ کشائی کرتے کرتے بہت سے بڑے بڑے لیڈروں کے ناخن کند ہو گئے۔ اس ٹریکٹ میں وید وں شاستروں وغیرہ کے حوالہ جات سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ قدیم زمانہ میں گائے کا سوال کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا تھا۔ قیمت ۲ر

ہندو دھرم وسوراج ار سکھ دھرم اور اذان ار اذان کا گورمکھی ترجمہ ار

ملنے کا پتہ: منیجر نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

الله شافی

عجیب نعمت لیمونیڈ سوڈا واٹر کی

بحمد الله کے اضلاع والوں کی دیرینہ خواہش پوری ہو

اکثر اصحاب کو شکایت رہتی تھی کہ دیہات میں لیمونیڈ اور سوڈا واٹر نہیں ملتا۔ اور خواہشمند اس کے لئے بیتاب رہتے ہیں۔ انہیں حضرات کی اصرار پر اس کو تیار کیا گیا ہے۔ پس خواہشمند اس سے فائدہ حاصل کریں۔ اور خصوصاً تاجر اس سے زیادہ نفع اٹھا سکتے ہیں۔ چونکہ وقت واحد میں لیمونیڈ یا سوڈا واٹر بغیر کسی مشین کے صرف ہاتھ سے تیار ہو جاتا ہے۔ اور تیار کیا ہوا شیشہ ایک ماہ تک بھی خراب نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ اس کی گولی (نکلتی) ہے۔ جب تک کہ اس کو کھولا نہ جائے۔ خاصیت میں بازاری لیمونیڈ اور سوڈا واٹر سے بدرجہا بہتر ہے اور اس کے استعمال سے بہت آرام ملتا ہے۔ اور حالت بخار میں اس کے استعمال سے بہت تسکین ہوتی ہے۔ چونکہ یہ بہت لذیذ اور شیریں ہے۔ اس لئے مریض اس کو شوق سے پی لیتے ہیں بدہضمی اور ہیضہ کے لئے بہت مفید ہے۔ اور وہ موسم بدلتے وقت اس کا استعمال صحت کو قایم رکھتا ہے۔ عہدیداروں اور ذی استطاعت اصحاب کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنا چاہئے۔ قیمت دس بکس کی جس میں دس لیمونیڈ کی بوتلیں تیار ہوتی ہیں۔ قیمت ایکروپیہ اور ۱۲ بکس جس میں ۱۲ بوتلیں سوڈا واٹر کی تیار ہوتی ہیں قیمت ایکروپیہ محصولڈاک علاوہ

سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے مت ڈرو

کیونکہ موسم گرما میں بچھو اور سانپ کی کثرت ہوتی ہے۔ جس کے باعث اکثر لوگ ان کے کاٹے ہوئے۔ زہریلے اثر سے پریشان پھرا کرتے ہیں۔ اور بروقت کسی مجرب دوا کے نہ ملنے کے جھاڑ پھونک کروانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کی تکلیف میں کوئی خاص کمی واقع نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا پبلک کے آرام و نفع کی خاطر یہ قرص جو کہ سانپ اور بچھو کے زہریلے اثر کو دور کرنے میں نہایت مجرب ثابت ہوئے ہیں اور جن کے لگاتے ہی زہریلا اثر دور ہو کر آرام ہونے لگتا ہے۔ مشتہر کئے جاتے ہیں۔ پس ایسی نفع بخش دوا کا ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا باعث آرام ہے۔ تاکہ وقت بے وقت رات بے رات کام آئے۔ قیمت ۱۲ قرص (ٹکیہ) ایکروپیہ عہ معہ ترکیب استعمال خرچ پارسل بذمہ خریدار

نوٹ۔ فرمائش کے ہمراہ ٹکٹ لفافہ میں بند کر کے روانہ کر دیجئے ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

المشتہر

منیجر شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ حکیم میر سعادت علی صاحب معالج امراض کہنہ متصل چوک اسپان شاہ علی بنڈہ حیدر آباد (دکن)

KHILAFAT LIBRARY

KHILAFAT LIBRARY

دنیا میں آنکھیں بڑی نعمت ہیں

اگر آپ کو اپنی پیاری آنکھوں کی کچھ بھی قدر ہے۔ جس کے بغیر دنیا اندھیر ہے۔ تو آپ کو آج سے ہی موتی سرمہ رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ جو ککرے، دھند غبار۔ ضعف بصر۔ جالا۔ پھولا۔ پانی بہنا۔ خارش۔ رتوند۔ گوہانجنی۔ ناخونہ۔ ابتدائی موتیابند غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ عہ دو روپے آٹھ آنے

آپ کے سرمہ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے

جناب چودھری عنایت اللہ خان صاحب سارٹر آر۔ ایم۔ ایس لدھیانہ سے لکھتے ہیں کہ "مجھے ضعف بصر اور سرخی آنکھ کی شکایت تھی۔ اس کے لئے آپ کا سرمہ نہایت ہی مفید ثابت ہوا جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ ایک تولہ اور سرمہ بذریعہ وی۔ پی جلد بھیجدیں"۔

اکسیر البدن رجسٹرڈ

اگر آپ کی طبیعت پژمردہ چہرہ زرد سر یا کمر میں درد حافظہ کمزور کسی کام پر دل نہ لگتا۔ چلتے وقت دم چڑھ جاتا۔ پنڈلیوں میں درد سی محسوس ہوتی۔ ہاتھ پاؤں بھولتے قوت جواب دے چکی ہو تو آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں۔ تو ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے۔ بھولے کو بھولے حافظہ کو تیز کرنے۔ رنگ کو نکھارنے۔ دل و دماغ کو تقویت دینے پٹھوں کو مضبوط بنانے اور قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے بچانے سے خوشی و نشاط پیدا کرنے اعضاء رئیسہ و شریفہ کی زائل شدہ قوت کو بحال رکھنے گری ہوئی جوانی کے قیام اور ضعیفی کی حفاظت چہرہ کو شگفتہ دماغ کو روشن اور جسم کو چست و چالاک بنانے گذشتہ امنگوں کو اور زائل شدہ آرزوں واپس لانے کے لئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ دل میں نئی امنگ اعضا میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا اسی کا کام ہے مختصر یہ کہ ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ غرضیکہ نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس دوا کا ہی کام ہے صرف وہی لوگ طلب کریں جو جائز طور پر حاجتمند ہوں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپیہ محصولڈاک علاوہ

اکسیر معدہ

کمزور معدہ انسانی زندگی کو نکما بنا دیتا ہے۔ گرمی کے دنوں میں تو قریباً ہر ایک معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ درد شکم۔ اپھارہ۔ باد گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ بدہضمی۔ کمی بھوک ترش ڈکاریں۔ قے۔ جی کا متلانا۔ ہیضہ۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ وغیرہ ہوتا ہے اکسیر معدہ نہ صرف ان عوارض کو دور کرتی ہے۔ بلکہ ہاضمہ کو تیز کرتی اور رنگ کو نکھارتی ہے اگر آپکو کھانا خوب ہضم ہوتا ہے۔ اور وقت پر بھوک لگتی ہے تو آپکے لیے سادہ غذا بھی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں ہے۔ اگر یہ بات نہیں تو پھر مرغن اور لذیذ غذائیں بھی محض وبال ہیں۔ اسلئے اگر آپ اپنے معدہ کو قوی بنا کر لطف زندگی سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہیں۔ تو آج سے ہی اکسیر معدہ کا استعمال شروع کر دیں۔ قیمت ایک شیشی صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ

موتی دانت پوڈر رجسٹرڈ

حکماء اور ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ گندہ منہ اور میلے دانت ہزارہا بیماریوں کا گھر ہیں اگر آپ اپنی صحت کو مقدم و ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج سے ہی موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرتا۔ انہیں فولاد کی طرح مضبوط بناتا اور موتیوں کی طرح چمکاتا۔ بدبو دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ گوشت خورہ دانتوں سے خون یا پیپ کا آنا۔ دانتوں پر میل جمنی یا ان کا زرد رنگ ہونا۔ اور منہ سے پانی آنا۔ غرضیکہ جملہ امراض دندان کے لئے یہ موتی دانت اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

گاؤں میں رہکر شہر کا لطف اٹھا

گرمیوں کے دنوں میں کس کا دل لیمونیڈ اور سوڈا واٹر جیسے مفرح شربت کو نہیں للچاتا۔ مگر افسوس کہ دیہاتی بیچارے ان شہری نعمتوں سے محروم رہتے ہیں۔ اب دیہات والوں کو خوش ہونا چاہیئے۔ کہ خدا نے ان کی بھی سن لی اور وہ گھر بیٹھے ہی جوہر لیمونیڈ اور سوڈا سے تازہ بتازہ لیمونیڈ اور سوڈا بنا کر گرمیوں میں ان بے بہا نعمتوں سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔

قیمت جوہر لیمونیڈ دس بوتل ایک روپیہ جوہر سوڈا واٹر ۱۲ بوتل ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

تریاق ملیریا

ہندوستان کے باشندوں کو اس نامراد ملیریا بخار کی عالمگیر بلا نے ایک طرح سے زندہ درگور کر رکھا ہے۔ اگر آپ اس خطرناک آفت سے بچنا چاہتے ہیں۔ تو پھر فی الفور ایک شیشی تریاق ملیریا کی اپنے گھر میں رکھ چھوڑیں۔ ایک شیشی آٹھ بیماروں کے لئے کافی ہے۔ اس سے ملیریا جیسی خوفناک مرض اس طرح بھاگتی ہے جیسے کہ غلیل سے بندر۔

قیمت ایک شیشی صرف ایک روپیہ چار آنہ محصولڈاک علاوہ

المشتہر

مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)